بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

شمارہ 48

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

15 رجمادی الاوّل 1445 ہجری قمری ● 30 رنبوت 1402 ہجری شمسی ● 30 رنومبر 2023ء

## ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنۡدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الۡبُکۡمُ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡقِلُوۡنَ

(سورۃ الانفال:23)

ترجمہ: یقیناً خدا کے نزدیک تمام جانداروں میں بدترین وہ بہرے اور گونگے ہیں جو عقل نہیں کرتے۔

## اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 24 رنومبر 2023 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک زمانہ میں اسلام کی زندگی کیلئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں

مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کیلئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کر دیتے

یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے، کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر ان کو اطلاع ملتی

## ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

### اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کریں

انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کرے۔ میں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کیلئے وقف کر دی اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دے دی۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کیلئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کر دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں، تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کیلئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔

یاد رکھو کہ یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے، بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے۔ کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر ان کو اطلاع ملتی جو خدا کیلئے اسکے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے، کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ فَلَہٗۤ اَجۡرُہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (البقرۃ:113) اس للّٰہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے۔ یہ وقف ہر قسم کے ہموم وغموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔

مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جبکہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسائش چاہتا ہے اور ہموم وغموم اور کرب وافکار سے خواستگار نجات ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ جب اس کو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جاوے تو اس پر توجہ ہی نہ کرے۔ کیا للّٰہی وقف کا نسخہ 1300 ربرس سے مجرب ثابت نہیں ہوا؟ کیا صحابہ کرامؓ اسی وقف کی وجہ سے حیات طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھہرے؟ پھر اب کونسی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے میں دریغ کیا جاوے۔

بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے، ناواقف محض ہیں، ورنہ اگر ایک شمہ بھی اس لذت اور سرور سے ان کو مل جاوے، تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 500، مطبوعہ 2018 قادیان)

......☆......☆......☆......

## ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۞

(2478) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور کعبہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپؐ انہیں ایک چھڑی سے جو آپؐ کے ہاتھ میں تھی مارتے اور یہ کہتے جاتے تھے: حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔

(2480) حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنا مال بچاتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔

(صحیح بخاری، جلد 4، کتاب المظالم، مطبوعہ 2008 قادیان)

(2486) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اشعری قبیلہ کے لوگ جب لڑائی میں محتاج ہو جاتے یا مدینہ میں اُن کے بال بچوں کی خوراک کم ہو جاتی تو جو کچھ زاد اُن کے پاس ہوتا ایک ہی کپڑے میں اکٹھا کر لیتے۔ پھر وہ آپس میں ایک برتن سے اسے برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ وہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔

(صحیح بخاری، جلد 4، کتاب الشرکۃ، مطبوعہ 2008 قادیان)

......☆......☆......☆......

اسکے دشمن بھی اس سے محبت کرتے تھے، وہ رحم مجسم تھا، اس کی ڈھال پر ناجائز خون کا قطرہ نہ گرا تھا، نہ بھیانک انتقام یا ظلم سے اُس نے ہاتھ رنگے، اس نے کبھی شہر نہیں جلائے، مغلوب بادشاہوں کو پھانسی نہیں دی، نہ اُس نے اسکندر کی طرح خونریزی کی

اس نے لوگوں کے دل میں ایک پُرزور خواہش پیدا کر دی تھی کہ وہ اُسے خوش رکھیں اور کہ وہ ہمیشہ ان پر حکومت کرتا رہا ہے

## بادشاہ خورس (Cyrus) یعنی ذوالقرنین کی امتیازی خصوصیات

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ کہف آیت 84 وَیَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنۡ ذِی الۡقَرۡنَیۡنِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

خورس کی بزرگی کا ثبوت تمام تاریخوں سے ملتا ہے۔ اسکے بارہ میں لکھا ہے کہ اس کے دشمن بھی اس سے محبت کرتے تھے بلکہ جب وہ کسی حکومت پر حملہ کرتا تو اسکی نیکی اور اسکے انصاف کی وجہ سے شہر والے دروازے کھول کر اس سے جا کر مل جاتے اور اپنے بادشاہ کو چھوڑ دیتے۔

یسعیاہ نبی نے بھی اپنا الہام اس بارہ میں لکھا ہے جس کے یہ الفاظ ہیں ''خورس کے حق میں کہتا ہوں کہ یہ میرا چرواہا ہے وہ میری ساری مرضی پوری کرے گا۔'' (باب 24، 28) اس کی نیکی اور اس کے اخلاق کے متعلق مورخین نے جو آراء ظاہر کی ہیں وہ یہ ہیں: ہسٹوریَنز ہسٹری آف دِی ورلڈ، جلد 2، صفحہ 596 (Historians history of the world) میں مشہور مؤرخ ڈینوفین کی رائے لکھی ہے کہ

''مَیں نے ایک دفعہ انسانی فطرت پر غور کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ انسان کیلئے اپنی فطرت کے مطابق دوسرے جانوروں پر حکومت کرنا آسان ہے۔ مگر انسان پر حکومت کرنا مشکل ہے کیونکہ مَیں نے غور کیا کہ کتنے ہی آقا ہیں جن کے گھر میں تھوڑے یا زیادہ نوکر ہیں مگر وہ اپنے نوکروں سے بھی اطاعت نہیں کروا سکتے۔ پس اس سے میرا یہی خیال ہوا کہ ایسا ایک بھی آدمی نہیں جو انسان پر حکومت کر سکتا ہو۔

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

## اس شمارہ میں

تقویٰ کی باریک راہیں
مضمون حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 10 رنومبر 2023 (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ (جرمنی 2023)

ممبران مجلس اطفال الاحمدیہ نائیجیریا کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے آن لائن ملاقات

ریشی نگر جماعت سے موصولہ تین ایمان افروز روایات

اعلان وصایا | نماز جنازہ حاضر وغائب

نشر واشاعت قادیان سے شائع ہونے والی نئی کتاب

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب | خلاصہ خطبہ جمعہ

## 128 واں جلسہ سالانہ قادیان مورخہ 29، 30 اور 31 ردسمبر 2023ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 128 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 29، 30 اور 31 ردسمبر 2023ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور اس کے بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

# تقویٰ کی باریک راہیں

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ

## تقویٰ کی راہوں سے ناواقفیت کی وجہ

ایک مسلمان کیلئے پہلا یا ابتدائی راستہ خدا تعالیٰ سے ملنے کا جو شریعت نے تجویز کیا ہے وہ تقویٰ ہے۔ یعنے خدا کے خوف کی وجہ سے گناہوں سے بچتے رہنا۔ اس سے اگلا اور اعلیٰ راستہ محسن بننے کا ہے یعنی وہ طریقہ جس میں خدا کی محبت اور عشق کی وجہ سے مومن نیکیوں میں ترقی کرتا ہے۔ یہ تقویٰ کا لفظ ہماری جماعت کے بچہ بچہ کے زبان سے سنا جاتا ہے کیونکہ یہ احمدی جماعت کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ہے اور بغور دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ واقعی یہ جنس گرانقدر دنیا میں آجکل اور کسی جگہ دستیاب نہیں ہوسکتی۔ مگر باوجود اس لفظ کے کثرتِ استعمال اور کثرتِ تذکیر کے پھر بھی جو حق اسکے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا تھا وہ ادا نہیں ہوا اور تقویٰ کی باریک راہوں کا تو کیا ذکر اس کی شاہراہ یا موٹی موٹی راہوں سے بھی بعض لوگ ناواقف نظر آتے ہیں۔ اور یہ صرف اس لئے کہ اجمال تو موجود ہے مگر تفصیل کا علم نصیب نہیں ہوا۔ کیوں نصیب نہیں ہوا؟ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی صحبت زیادہ نہیں ملی اور ان مقدس لوگوں کے طریقِ عمل کو غور سے نہیں دیکھا گیا اور احمدیت کیلئے صرف بیعت کے ایک خط یا قدرے لٹریچر کے مطالعہ کو مکتفی سمجھ لیا گیا۔ یا زیادہ سے زیادہ جلسہ اور کانفرنس پر حاضر ہونا بالکل کافی خیال کرلیا گیا۔ برخلاف اسکے جس کسی کو یہ سعادتِ صحبت حاصل ہوگئی اس پر تو پھر خود بخود معرفت کے دروازے کھلنے شروع ہو جاتے ہیں اور تقویٰ کی موٹی راہوں کے طے کرنے کے بعد باریک راہوں کیلئے اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو براہ راست اپنی تربیت میں لے لیتا ہے اور ایک نورِ معرفت اور علم لدُنّی کی ہر ضروری امر کے متعلق ان کے دل و دماغ میں آسمان کی طرف سے جاری ہوجاتی ہے۔ اور جو امر خلافِ تقویٰ ہوتا ہے اس سے انہیں روک دیا جاتا ہے اور جو موافق تقویٰ ہوتا ہے اس کی تحریص یا اجازت مل جاتی ہے۔ اس وقت بندہ کی حالت اس دُنیا سے اتنی ارفع اور بلند ہوجاتی ہے کہ دنیا کی عقلوں میں جو اعمال یا خیالات معمولی اور بے ضرر ہوتے ہیں وہ ان میں خطرہ اور ہلاکت دیکھتا ہے اسکی دو کی جگہ چار آنکھیں ہوجاتی ہیں اور جو بات عوام کیلئے نیکی ہوتی ہے وہ اس کیلئے بعض اوقات بدی میں داخل ہوجاتی ہے۔ اور ایسی نمائشی نیکی سے وہ اسی طرح بچتا ہے جس طرح عام لوگ گناہ سے پرہیز کرتے ہیں اور اس وقت وہ شخص اس بابرکت وجود کی ظلیت میں داخل ہوجاتا ہے جس نے دعویٰ کیا تھا کہ

من تربیت پذیرز رب مہیمن ام

## متقی کی بصیرت

مگر اس حالت یا اس سے بڑھ کر کیفیات سے پہلے بھی ایک مبتدی متقی انسان کی خود اپنی بصیرت بہت روشن ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اور اس کا فہم خدا کی رضامندی کی راہوں میں بہت تیز ہو جاتا ہے اور جو باتیں عرفاً بے عیب اور مخلوقات میں علی الاعلان دائر و سائر نظر آتی ہیں وہ ان سے بچنے لگتا ہے صرف اس لئے کہ اس کے اندر مصنوعی تقویٰ نہیں بلکہ حقیقی تقویٰ کی وہ روح موجود ہوتی ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ یعنی اگر تم بکوشش تقویٰ کو اختیار کرلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری تعلیم کو براہ راست اپنے ہاتھ میں لے لیگا اور پھر تم گمراہ نہیں ہوسکو گے۔ سو وہ حالت ان کو میسر آجاتی ہے ہاں یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص کو تفصیلی عقلی دلائل اور براہین کسی چیز کے جائز یا ناجائز ہونے کے بھی معلوم ہوجائیں۔ البتہ اتنا ضرور ہوجاتا ہے کہ متقی کو امر جائز اور امر ناجائز میں تمیز کرنے کی حس عطا ہوجاتی ہے اور وہ ایک اچھے کام کو ایک بُرے کام سے اسی طرح الگ کردیتا ہے جس طرح ایک جوہری سچے موتیوں کو جھوٹے موتیوں سے اور ایسا انسان خدا تعالیٰ کی نافرمانی کو بظاہر عمدہ اعمال کے اندر اسی طرح سونگھ لیتا ہے جس طرح ہم مردار کی بدبو کو۔

## تقویٰ کی باریک راہوں پر عمل کرنے کے معنے

اب میں اصلی مطلب کی طرف آتا ہوں وہ یہ کہ مثالوں سے تقویٰ کی بعض باریک باتوں کا ذکر کروں جن سے شائقین کو کچھ علم اس راہ کا ہو۔ حقیقۃً یہ باتیں بہت باریک نہیں مگر مبتدیوں کے سمجھنے کیلئے میں انکو باریک ہی کہونگا کیونکہ موٹے گناہ تو عموماً قتل چوری زنا جھوٹ ہی سمجھے جاتے ہیں۔ حالانکہ اوپر چلکر خود انہی گناہوں کی اتنی قسمیں اور اتنی شاخیں ہوجاتی ہیں کہ عام آدمی انکو تمیز نہیں کرسکتا کہ یہ کوئی گناہ بھی ہے یا نہیں کیونکہ باریک در باریک قسمیں انہی باتوں کی دنیا میں اس قدر رائج ہوگئی ہیں کہ سوسائٹی میں ان کو کوئی معیوب بات خیال ہی نہیں کیا جاتا بلکہ وہی شخص عقلمند، زیرک اور دور اندیش مشہور ہوجاتا ہے جو ایسے باریک گناہ دل کھول کر کرتا ہے اور ایسے ایسے طریقے ایجاد کرتا رہتا ہے کہ وہ ان پر زیادہ سے زیادہ کامیابی سے عمل کرسکے قرآن مجید نے گناہوں کی ان باریک قسموں کی طرف کنایۃً ایک اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتا ہے کہ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ یعنی نہ صرف ظاہری فحشاء سے بچو بلکہ ان بے حیائیوں سے بھی بچتے رہو جو باریک اور مخفی اور دل کے اندر کے خانوں میں چھپی ہوئی ہوتی ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ نہ صرف انسان کے آلات تناسل ہی زنا کرتے ہیں بلکہ اس کی آنکھ بھی زنا کرتی ہے اسکے کان بھی زنا کرتے ہیں اس کے ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اسکے پیر بھی زنا کرتے ہیں اس کا دل بھی زنا کرتا ہے۔ غرض اس حدیث میں ایک مشہور اور موٹے گناہ کی شاخوں اور باریک رستوں کو بھی واضح کرکے بتایا گیا ہے۔ اسی طرح اور گناہوں کا حال ہے۔ چنانچہ جس طرح کسی کے ہاں نقب لگا کر اسکا زیور نکال لینا چوری کہلاتا ہے اسی طرح ایک احمدی طالب علم کے نزدیک امتحان کے پرچہ میں نقل کر لینا بھی چوری ہے اور جس طرح رسہ گلے میں ڈال کر پھانسی سے مرجانا خودکشی ہے اسی طرح ایک احمدی متقی بیمار کے نزدیک غذا کی ایسی بدپرہیزی کرلینا جس سے بیماری کے بڑھ جانے کا یقینی خطرہ ہو ایک قسم کی خودکشی ہے۔ اور جس طرح کسی انسان کا قتل کردینا دنیاداروں کے نزدیک ایک خوفناک جرم ہے اسی طرح ایک احمدی خاوند کے نزدیک بے ضرورت شرعی برتھ کنٹرول پر عمل کرنا بھی اسی ضمن میں کا ایک گناہ ہے علیٰ ہذا القیاس۔

اگر زنا کرنا ایک موٹے فہم کے مسلمان کے نزدیک الٰہی نافرمانی ہے تو ایک احمدی نوجوان کے نزدیک علاوہ حلال اور جائز طریقہ کے کسی اور طرح سے اپنی شہوات کو پورا کرنا بھی زنا کے حکم میں داخل ہے۔ پس تقویٰ کی باریک راہوں پر عمل کرنے کے یہ معنے ہونگے کہ ان گناہوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے خوف کی وجہ سے چھوڑ دینا جو زیادہ باریک بین اور سرسری اور موٹی نظر والوں یا اہل ظاہر کو نظر نہیں آتے اور جن کی بابت دنیاوی عقل تو جواز کا فتویٰ دے سکتی ہے مگر متقی کا ضمیر ان کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتا۔ یاد رہے کہ یہ باتیں عام لوگوں کو صرف اتنا بتا دینے سے سمجھ میں نہیں آجاتیں کہ تم قتل نہ کرو، چوری نہ کرو، زنا نہ کرو اور جھوٹ نہ بولو بلکہ اس وقت سمجھ میں آتی ہیں جب کچھ باریک تفاصیل بھی ان کو سمجھائی جائیں کیونکہ جس قدر علم انسان کے دماغ میں امثلہ اور تفاصیل سے داخل ہوتا ہے اتنا کبھی مجمل بیانات سے داخل نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں ایک ہی بات کو کئی کئی پیرایوں میں اور نئے نئے سیاق و سباق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اسکی مختلف شاخوں کو مختلف طریقوں سے واضح کیا گیا ہے۔

اس تمہید کے بعد اب میں چند نمونے متقیانہ افعال واعمال کے بیان کرتا ہوں اور مزید تفاصیل خود ناظرین کے اپنے غور و فکر کیلئے چھوڑ دیتا ہوں۔

## پہلی مثال

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ۔ ناقل) ایک دفعہ کشمیر تشریف لے گئے۔ ریچھ مارنے کا لائسنس لیا ہوا تھا۔ دوران سفر میں ایک ایسی جگہ فروکش ہوئے جہاں احمدیوں کی آبادی تھی۔ وہاں حضور شکار کیلئے ایک پہاڑی جنگل میں داخل ہوئے۔ لوگوں نے ہانکنا شروع کیا۔ ایک مشک والا ہرن ہانکے سے نکلا اور بالکل سامنے آکر کھڑا ہوگیا رائفل حضور کے کندھے کے ساتھ لگی ہوئی تھی اور نالی شکار کی طرف۔ ہمراہی بیقرار تھے کہ ایسا عجیب نایاب شکار سامنے کھڑا ہوا ہے کیوں نہیں فائر کیا جاتا۔ حضور نے یکدم رائفل نیچے کرلی۔ وہ ہرن بھاگ گیا فرمایا کہ اس کا خاص لائسنس نہ ہونے کی وجہ سے میرے لئے اس پر فائر کرنا جائز نہ تھا۔ گھر واپس ہونے پر بعض لوگ جو ساتھ تھے کہنے لگے کیسا عمدہ شکار سامنے آیا تھا ہم تو کبھی ایسے عمدہ شکار کو نہیں چھوڑا کرتے۔ اگر ایسی احتیاطیں کرنے لگیں تو بس شکار ہو چکا۔ مگر ان بیچاروں کو معلوم نہ تھا کہ اگر ایسی احتیاطیں نہ کی جائیں تو بس تقویٰ ہو چکا۔

## دوسری مثال

میرے ایک بزرگ ہیں۔ ان کے پاس رفتہ رفتہ 90 کے قریب کھوٹے روپے جمع ہوگئے جن میں کچھ تو ایسے کھوٹے تھے جن کا ایک حصہ چاندی کی وجہ سے قابل فروخت تھا اور کچھ ایسے تھے جو محض مصنوعی اور ناکارہ تھے۔ انہوں نے ناکارہ تو سب تالاب میں پھنکوا دیئے اور جو دوسرے تھے، وہ بکنے بھیج دیئے اور لے جانے والے سے کہہ دیا کہ انہیں کسی سُنار کے ہاتھ فروخت کرکے انہیں اپنے سامنے اسی سے کٹوا دینا تاکہ پھر بطور سکّہ کے نہ چلائے جاسکیں۔ سنار نے یہ بات مان کر ان کو خرید لیا اور مقررہ قیمت ادا کردی لیکن جب ان کے ملازم نے کاٹنے کا مطالبہ کیا تو سنار لڑنے لگا کہ جب میں نے مول لے لئے ہیں تو اب تمہارا کیا کام۔ میں ان کو ثابت ہی بیچ لوں گا مگر انہوں نے نہ مانا۔ آخر واپس لے لئے گئے۔ اس پر سنار نے کہا کہ اچھا اس شرط پر کاٹوں گا کہ ان کی قیمت اتنی کم کردو۔ یہ بات انہوں نے فوراً مان لی اور بہت تھوڑی رقم معاوضہ میں لے لی۔ مگر ایک ایک روپیہ کٹوا کر چھوڑا۔ حالانکہ عام لوگ اوّل تو کھوٹا روپیہ خود ہی کوشش کرکے چلا دیتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوسکے تو کسی ہوشیار آدمی کی معرفت اس کو بازار میں چلوا دیتے ہیں یا دلاّلوں کے ہاتھ کچھ کم قیمت پر بیچ دیتے ہیں کہ آگے وہ اسے چلالیں۔ اور بعض ظالم تو جیب میں یا دکان میں ہر وقت ایسے کھوٹے روپے تیار رکھتے ہیں۔ جب کوئی سادہ طبع دیہاتی سودا خریدنے آجاتا ہے تو اس کا اچھا روپیہ لے کر چالاکی سے فوراً اپنا خراب روپیہ اسے دیکر کہتے ہیں کہ بھائی صاحب یہ آپ کا روپیہ ٹھیک نہیں ہے اسے بدل دیجئے۔ غرض یہ فرق ہے متقی اور غیر متقی میں۔ ایک ان میں سے نعوذ باللہ خدا کو اندھا سمجھتا ہے اور دوسرا اُسے بینا یقین کرتا ہے۔ پس کیا تم یقین کرسکتے ہو کہ خدا کو اندھا سمجھنے والا اس کی ذات سے کوئی روحانی فیضان حاصل کرسکتا ہے۔

## تیسری مثال

ایک شخص کو ڈاک میں ایک خط ملا۔ اتفاقاً اس کے ٹکٹ پر مہر لگانا یا تو ڈاکخانہ والا ہی بھول گیا یا لگائی تو کوئی نقش مہر کا نمودار نہ ہوا۔ غرض ٹکٹ بالکل کورا رہا۔ اس شخص کے لڑکے نے وہ ٹکٹ اتار کر اس سے کہا کہ ابا جان دیکھئے یہ ٹکٹ پھر استعمال ہوسکتا ہے۔ اس نے لڑکے سے ٹکٹ لیکر پھاڑ کر پھینک دیا کہ اب ہمارے لئے اس ٹکٹ کا دوبارہ استعمال ناجائز ہے۔ کوئی غیر متقی ہوتا تو اس ٹکٹ کا استعمال نہ صرف جائز سمجھتا بلکہ اپنی ایسی ہوشیاری کو فخریہ بیان کرتا۔ (باقی آئندہ)

(بحوالہ الفضل قادیان 29/ستمبر 1936ء)

......☆......☆......☆......

# خطبہ جمعہ

اگر خدا کی خاص نصرت شامل حال نہ ہوتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیدار مغزی مسلمانوں کو ہر وقت ہوشیار اور چوکس نہ رکھتی اور آپؐ دشمن کی جمعیت کو چھاپہ مارنے سے قبل ہی منتشر کر دینے کی تدابیر اختیار نہ کرتے تو ان دنوں میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی میں کوئی شک نہیں تھا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت البقیع کو مسلمانوں کے قبرستان کیلئے منتخب کر لیا تو اس کے بعد سے آج تک اسے ایک منفرد اور ممتاز حیثیت حاصل رہی ہے جو ہمیشہ رہے گی

حضرت عثمانؓ بن مظعون پہلے مہاجر تھے جو مدینہ میں فوت ہوئے

حضرت عثمان بن مظعونؓ کی وفات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صدمہ ہوا اور روایت آتی ہے کہ وفات کے بعد آپؐ نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اس وقت آپؐ کی آنکھیں پرنم تھیں

**بَنَاتُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کے نکاح اور پھر اُن کی وفات کا تذکرہ**

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام کلثومؓ کی وفات پر فرمایا: اگر میری کوئی تیسری بیٹی ہوتی تو میں اس کی شادی بھی عثمان سے کروا دیتا

**غزوۂ بنی غطفان، غزوۂ بحران اور سریہ بنو حارثہ سمیت تاریخ اسلام سے سنہ دو اور تین ہجری کے بعض واقعات کا تذکرہ**

**فلسطین کے مظلومین کیلئے دعا کی مکرّر تحریک**

اکثر بڑی حکومتیں اور سیاستدان بھی فلسطینیوں کی جانوں کو کوئی اہمیت نہیں دے رہے، ان کے اپنے مفادات ہیں لیکن بہر حال ان لوگوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بھی ایک وقت تک ڈھیل دیتا ہے اور صرف یہی دنیا نہیں، اگلا جہان بھی ہے

ہمیں بھی دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے، اللہ تعالیٰ مظلوم فلسطینیوں کی دادرسی کرتے ہوئے انہیں ان ظلموں سے نجات دلوائے

مکرمہ منصورہ باسمہ صاحبہ اہلیہ حمید الرحمان خان صاحب اور مکرم چودھری رشید احمد صاحب سابق ڈپٹی رجسٹرار زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10 نومبر 2023ء بمطابق 10 نبوت 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر دارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالے سے بدر کے فوری بعد واقعات کا میں ذکر کر رہا تھا۔ اس حوالے سے دو ہجری کے اہم واقعات میں سے ایک مدینہ کے قبرستان جنت البقیع کا قیام بھی ہے۔ جنت البقیع کی بنیاد اور ابتدا کے بارے میں جو تفصیل ملی ہے وہ اس طرح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں ورود کے بعد وہاں بہت سے قبرستان تھے۔ یہودیوں کے اپنے قبرستان ہوا کرتے تھے جبکہ عربوں کے مختلف قبائل کے اپنے اپنے قبرستان تھے۔ مدینہ طیبہ چونکہ اس وقت مختلف علاقوں میں بٹا ہوا تھا اس لیے ہر قبیلہ اپنے ہی علاقے میں کھلی جگہ پر اپنی میتوں کو دفنا دیتا تھا۔ قبا کا الگ قبرستان تھا جو زیادہ مشہور تھا گو کہ وہاں چھوٹے چھوٹے کئی اَور قبرستان بھی تھے۔ قبیلہ بنو ظفر کا اپنا قبرستان تھا۔ بنو سلمہ کا اپنا الگ قبرستان تھا۔ دیگر قبرستانوں میں بنو ساعدہ کا قبرستان تھا جس کی جگہ بعد میں سوق النبی صلی اللہ علیہ وسلم قائم ہوا۔ جس جگہ پر مسجد نبوی ؐ تعمیر ہوئی وہاں بھی کھجوروں کے جھنڈ میں چند مشرکین کی قبریں تھیں۔ ان تمام قبرستانوں میں بقیع الغرقد سب سے پرانا اور مشہور قبرستان تھا اور پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مسلمانوں کے قبرستان کیلئے منتخب کر لیا تو اس کے بعد سے آج تک اسے ایک منفرد اور ممتاز حیثیت حاصل رہی ہے جو ہمیشہ رہے گی۔

حضرت عبید اللہ بن ابی رافعؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسی جگہ کی تلاش میں تھے جہاں صرف مسلمانوں کی قبریں ہوں اور اس غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف جگہوں کو ملاحظہ بھی فرمایا۔ جا کے دیکھا۔ یہ فخر بقیع الغرقد کے حصہ میں لکھا تھا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس جگہ کو یعنی بقیع الغرقد کو منتخب کر لوں۔ اسے اس دَور میں بقیع الخنجبہ بھی کہا جاتا تھا۔ اس میں بے شمار غرقد کے درخت اور خودرو جھاڑیاں ہوا کرتی تھیں۔ مچھروں اور دیگر حشرات الارض کی اس جگہ پر بھر مار تھی اور مچھر جب اس جگہ گندگی کی وجہ سے یا جنگل کی وجہ سے اڑتے تھے تو ایسا لگتا تھا کہ دھویں کے بادل چھا گئے ہیں۔ وہاں سب سے پہلے جن کو دفن کیا گیا وہ حضرت عثمان بن مظعونؓ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نشانی کے طور پر رکھ دیا اور فرمایا یہ ہمارے پیشرو ہیں۔ ان کے بعد جب بھی کسی کی فوتیدگی ہوتی تو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے کہ انہیں کہاں دفن کیا جائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ہمارے پیشرو عثمان بن مظعون کے قریب بقیع میں دفن کرو۔ بقیع عربی میں ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں درختوں کی بہتات ہو۔ بہت زیادہ درخت ہوں۔ بہر حال مدینہ طیبہ میں اس مقام کو بقیع الغرقد کے نام سے جانا جانے لگا کیونکہ وہاں غرقد کے درختوں کی بہتات تھی جیسا کہ میں نے بتایا۔ اس کے علاوہ وہاں دیگر خودرو صحرائی جھاڑیاں بھی بہت زیادہ تھیں۔ اسے جنت البقیع بھی کہا جاتا ہے۔ جنت کا لفظ جو ہے اس کا عربی میں ایک مطلب باغ یا فردوس کے بھی ہیں۔ اس لیے یہ جگہ زیادہ تر عجمی زائرین میں جنت البقیع کے نام سے جانی جاتی ہے۔

عبدالحمید قادری صاحب ہیں انہوں نے یہ تفصیل لکھی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ عرب عموماً اپنے مقابر اور قبرستانوں کو جنت ہی کہہ کر پکارتے ہیں۔ اس کا ایک نام مقابر البقیع بھی ہے جو اعرابیوں میں زیادہ مشہور رہے۔

(ماخوذ از جستجوئے مدینہ از عبدالحمید قادری، صفحہ 598، مطبوعہ اورینٹل پبلی کیشنز لاہور پاکستان 2007ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس بارے میں سیرت خاتم النبیینؐ میں جو بیان کیا ہے وہ اس طرح ہے کہ ''اسی سال کے آخر میں'' یعنی دو ہجری میں ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کیلئے مدینہ میں ایک مقبرہ تجویز فرمایا جسے جنت البقیع کہتے تھے۔ اسکے بعد صحابہؓ عموماً اسی مقبرہ میں دفن ہوتے تھے۔ سب سے پہلے صحابی جو اس مقبرہ میں دفن ہوئے وہ عثمان بن مظعونؓ تھے۔ عثمان بہت ابتدائی مسلمانوں میں سے تھے اور نہایت نیک اور عابد اور صوفی منش آدمی تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد ایک دفعہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور! مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں چاہتا ہوں کہ بالکل تارک الدنیا ہو کر اور بیوی بچوں سے علیحدگی اختیار کر کے اپنی زندگی خالصۃً عبادتِ الٰہی کیلئے وقف کر دوں۔ مگر آپؐ نے اس کی اجازت نہیں دی بلکہ جو لوگ ترکِ دنیا تو اختیار نہیں کرتے تھے لیکن روزہ اور نماز کی اس قدر کثرت کرتے تھے کہ اس سے ان کے

متعلقین کے حقوق پر اثر پڑتا تھا ان کے متعلق بھی آپؐ نے فرمایا کہ تمہیں چاہئے کہ خدا کا حق خدا کو دو۔ بیوی بچوں کا حق بیوی بچوں کو دو۔ مہمان کا حق مہمان کو دو اور اپنے نفس کا حق نفس کو دو کیونکہ یہ سب حقوق خدا کے مقرر کردہ ہیں اور ان کی ادائیگی عبادت میں داخل ہے۔'' ان حقوق کی ادائیگی بھی عبادت میں داخل ہے۔ الغرض آپؐ نے عثمان بن مظعونؓ کو ترکِ دنیا کی اجازت نہیں دی اور اسلام میں تبتل اور رہبانیت کو ناجائز قرار دے کر اپنی امّت کیلئے افراط وتفریط کے درمیان ایک میانہ روی کا رستہ قائم کر دیا۔ عثمان بن مظعونؓ کی وفات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صدمہ ہوا اور روایت آتی ہے کہ وفات کے بعد آپؐ نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اس وقت آپؐ کی آنکھیں پرنم تھیں۔ ان کے دفنائے جانے کے بعد آپؐ نے ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر بطور علامت کے نصب کروا دیا اور پھر آپؐ کبھی کبھی جنت البقیع میں جا کر ان کیلئے دعا فرمایا کرتے تھے۔ عثمان پہلے مہاجر تھے جو مدینہ میں فوت ہوئے۔'' (سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، صفحہ 462-463)

اب میں غزوۂ ذِی اَمَر یا غَزوۂ بنی غَطَفان کا ذکر بھی کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ غطفان قبیلے کی شاخ بنوثعلبہ اور بنومُحَارِب، ذِی اَمَر مقام پر اکٹھے ہوئے ہیں۔ یہ غطفان کے علاقے میں ایک بستی ہے۔ ان کا ارادہ یہ ہے کہ ریاستِ مدینہ کے اردگرد کے علاقوں پر حملہ کریں۔ ان سب کی جتھہ بندی کرنے اور مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے والا بنومحارب کا ایک شخص دُعْثُور بن حارث تھا۔ یہ خبر پاتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تیاری کرنے کا حکم دیا اور ساڑھے چار سو صحابہؓ کا لشکر لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ ان کے پاس چند گھوڑے بھی تھے اور مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو اپنا قائمقام مقرر فرمایا۔ (السیرۃ الحلبیہ، جلد2، صفحہ 290، دار الکتب العلمیۃ) (سبل الھدی والرشاد، جلد4، صفحہ 176، دار الکتب العلمیۃ)

ماہ ربیع الاول تین ہجری میں غزوۂ غطفان پیش آیا۔ بارہ ربیع الاول کو آپؐ اس غزوہ کیلئے روانہ ہوئے۔ گیارہ دن اہلِ مدینہ کو آپؐ کی جدائی برداشت کرنی پڑی جس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم چوبیس ربیع الاول کو واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غَطَفان کی سرکوبی کیلئے غَطَفان کے ہاں جس جگہ پڑاؤ کیا اس کا نام ذِی امر تھا۔ اسی وجہ سے اس غزوہ کو غزوۂ ذی امر اور غطفان قبیلے کی بنا پر اسے غزوۂ بنوغطفان بھی کہا جاتا ہے۔ (السیرۃ الحلبیہ، جلد2، صفحہ 290، دار الکتب العلمیۃ) (ماخوذ از دائرہ معارفِ سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، جلد6، صفحہ 367-368، مکتبہ دار المعارف، لاہور)

مشرکین کی جتھہ بندی کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی تفصیل میں یوں لکھا ہے کہ مدینہ سے روانہ ہونے کے بعد صحابہ کرامؓ کو ذُوالقَصَّہ مقام میں بنوثعلبہ کا ایک شخص ملا۔ ذُوالقَصَّہ رَبَذَہ کے راستے پر مدینہ سے چوبیس میل کے فاصلے پر تھا۔ اس شخص کا نام جبار تھا۔ صحابہ کرامؓ نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا یثرب جانا چاہتا ہوں اور اپنے روزگار کی تلاش کیلئے جا رہا ہوں تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کے حالات سے آگاہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کی دعوت دی تو وہ فوراً مسلمان ہو گیا۔ جب اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے کا علم ہوا کہ آپؐ بنوثعلبہ اور بنومحارب پر چڑھائی کیلئے نکلے ہیں تو اس نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہرگز آپؐ کا سامنا نہیں کریں گے۔ اگر انہیں آپؐ کی آمد کے بارے میں پتہ چل گیا تو وہ فرار ہو کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ جائیں گے۔ مدینہ کے اردگرد تو بے شک حملہ کرنا چاہتے تھے لیکن سامنا نہیں کریں گے مسلمانوں کا۔ اور کہا کہ میں بھی آپؐ کے ساتھ چلتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبار کو بلال کے سپرد کر دیا۔ وہ شخص مسلمانوں کو ایک دوسرے راستے سے لے کر چلا اور ان کے علاقے میں لے آیا۔ وہاں موجود لوگوں نے جب اسلامی لشکر آتے دیکھا تو وہ سب نکل بھاگے اور پہاڑوں پر جا چڑھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیش قدمی کرتے ہوئے ذی امر نامی چشمہ پر پہنچے۔ وہاں پڑاؤ ڈالا۔ اچانک وہاں بہت تیز بارش شروع ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے کپڑے بھیگ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گیلے کپڑے سوکھنے کیلئے درخت پر ڈال دیے اور خود اس درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ دوسرے صحابہ کرامؓ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ یہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی تھی۔ اس بارے میں لکھا ہے جو تلوار سونتنے والے شخص کا واقعہ آتا ہے۔ یہ لوگ جو پہاڑوں کی چوٹیوں میں چھپ گئے تھے وہ اوپر سے پہاڑوں پر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری نقل وحرکت دیکھ رہے تھے۔ مشرکوں نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جگہ تنہا لیٹے ہوئے دیکھا تو وہ اپنے سردار دُعثُور کے پاس آئے۔ یہ شخص ان میں سب سے زیادہ بہادر تھا۔ مشرکوں نے اسے کہا کہ اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالکل تنہا لیٹے ہوئے ہیں۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ ان سے نمٹ لو۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ خود دُعثُور نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں تنہا لیٹے ہوئے دیکھا تو اس نے کہا کہ اگر اس وقت بھی میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل نہ کروں تو اللہ خود مجھے ہلاک کر دے۔ بہرحال یہ کہہ کر دُعثُور تلوار سونتتے ہوئے چلا اور بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے پہنچ کر رکا۔ پھر اچانک اس نے آپؐ کو مخاطب کر کے کہا۔ آج، یا یہ کہا کہ اب آپ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطمینان سے فرمایا: اللہ مجھے تم سے بچائے گا! اس پر وہ زمین پر گر گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اس کی تلوار اٹھا لی اور اسے فرمایا: اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟

اس پر دعثور نے کہا لَا أَحَدٌ، وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ لَا أُكَثِّرُ عَلَيْكَ جَمْعًا أَبَدًا۔ کوئی بھی نہیں۔ مجھے تو اب کوئی نہیں بچا سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم! آئندہ میں کبھی آپؐ کے خلاف لوگوں کی جتھہ بندی نہیں کروں گا۔ یہ اس نے عہد کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلوار اسی کو عنایت فرما دی اور ایک روایت میں ہے کہ دعثور آپؐ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگا۔ اللہ کی قسم! آپؐ احسان کرنے کے معاملے میں مجھ سے بہتر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا کہ أَنَا أَحَقُّ بِذٰلِكَ مِنْكَ۔ میں تم سے اس بات کا زیادہ حقدار ہوں کہ احسان کروں اور دُعثُور اپنی قوم کی طرف لوٹ آیا لیکن اسکا حال ہی بدلہ ہوا تھا اور وہ اپنی قوم کو تبلیغ کر رہا تھا۔ دُعثُور نے واقعہ بیان کیا کہ میرے ساتھ کیا ہوا تھا، کس طرح میں گر گیا۔ وہ گرنے کے واقعہ کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ کہتا ہے کہ میں نے وہاں ایک دراز قد آدمی کو دیکھا۔ جب میں وہاں تلوار سونت کے کھڑا تھا تو میں نے دیکھا ایک بہت دراز قد آدمی وہاں آیا ہے۔ اس نے میرے سینے کو دھکا دیا تو میں پیٹھ کے بل گر گیا، ہاتھ مارا اس نے تو میں پیٹھ کے بل گر گیا۔ تب میں نے جان لیا کہ یہ کوئی انسان نہیں ہے، یہ تو کوئی فرشتہ ہے۔ چنانچہ میں نے اسی وقت اقرار کر لیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ کہتا ہے اللہ کی قسم! میں ان کے خلاف کبھی کوئی جنبش نہیں کروں گا۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائی۔ بہرحال اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لے آئے اور کہیں کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔ اس غزوہ کیلئے آپؐ کل گیارہ دن مدینہ سے باہر رہے اور ایک قول کے مطابق پندرہ دن مدینہ سے باہر رہے اور ابوعمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجد میں صفر کا پورا مہینہ رہے۔ بہرحال یہ مختلف روایتیں ہیں لیکن یہ چند دن کا ہی سفر تھا۔

بعض علماء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار سونتنے کا اوپر بیان کردہ واقعہ جو ہے آپؐ پر جو قاتلانہ حملہ تھا، اس کو غزوۂ ذات الرقاع کا واقعہ قرار دیا ہے اور اسے ایک ہی واقعہ تسلیم کیا ہے لیکن اکثر محققین نے کہا ہے کہ یہ دونوں واقعات دو الگ الگ غزوات کے ہیں۔ غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر حملہ کرنے والے شخص کا نام غورث بھی بیان ہوا ہے اور اس کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا اور یہ بھی ہے کہ اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ البتہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عہد کیا تھا کہ آئندہ کبھی آپؐ کے مقابل پر نہیں آئے گا۔ بخاری کی بھی یہ روایت ہے۔

(ماخوذ از السیرۃ الحلبیہ، جلد2، صفحہ 290، دار الکتب العلمیۃ) (سبل الھدیٰ والرشاد، جلد4، صفحہ 176، دار الکتب العلمیۃ) (سیرت انسائیکلو پیڈیا، جلد6، صفحہ 71، مکتبہ دار المعارف) (شرح الزرقانی، جلد 2، صفحہ 381-382، دار الکتب العلمیۃ بیروت) (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرقاع، حدیث 4136)

اس عرصہ کے واقعات میں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ حضرت رقیہؓ کی وفات ہوئی اور حضرت ام کلثومؓ کی شادی ہوئی جس کی تفصیل یوں ہے جو عبدُ اللہ بن مُکْنِف بِن حَارِثہ انصاری نے بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کیلئے روانہ ہوئے تو حضرت عثمانؓ کو اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کے پاس چھوڑا۔ وہ بیمار تھیں اور انہوں نے اس روز وفات پائی جس دن حضرت زید بن حارثہؓ مدینہ کی طرف فتح کی خوشخبری لے کر آئے جو اللہ تعالیٰ نے بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کیلئے بدر کے مالِ غنیمت میں حصہ مقرر فرمایا اور آپؓ کا حصہ جنگ بدر میں شامل ہونے والوں کے برابر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ اپنی صاحبزادی حضرت اُمّ کلثومؓ کی شادی کر دی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث، صفحہ 41، ذکر اسلام عثمان بن عفان، دارا لکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ سے مسجد کے دروازے پر ملے اور فرمانے لگے کہ عثمان یہ جبرئیل ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ام کلثومؓ کا نکاح رقیہؓ جتنے حق مہر پر اور اس سے تمہارے حسن سلوک پر تمہارے ساتھ کر دیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، افتتاح الکتاب فضل عثمان رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر 110) وہی جو رقیہ کا حق مہر تھا اسی پر تمہارے ساتھ نکاح کر دیا ہے۔ یعنی دوسری بیٹی کا نکاح بھی اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حضرت عثمانؓ سے کر دیا جائے۔

حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثومؓ کی شادی حضرت عثمانؓ سے کی تو آپؐ نے حضرت ام ایمنؓ سے فرمایا: میری بیٹی ام کلثومؓ کو تیار کر کے عثمان کے ہاں چھوڑ آؤ اور اس کے سامنے دف بجاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن کے بعد حضرت ام کلثومؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے میری پیاری بیٹی! تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟ ام کلثوم نے عرض کیا وہ بہترین شوہر ہیں۔

(سیرۃ امیر المؤمنین عثمان بن عفان شخصیتہ وعصرہ از علی محمد الصلابی، صفحہ 41، الفصل الاول، ذوالنورین عثمان بن عفانؓ بین مکۃ والمدینۃ، زواجہ من ام کلثوم سنۃ 3ھ، دار المعرفۃ بیروت 2006ء)

حضرت ام کلثومؓ حضرت عثمانؓ کے ہاں نو ہجری تک رہیں۔ اسکے بعد وہ بیمار ہو کر وفات پا گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر کے پاس بیٹھے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ام کلثومؓ کی قبر کے پاس اس حال میں بیٹھے ہوئے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ (سیرۃ امیر المؤمنین عثمان بن عفان شخصیتہ وعصرہ از علی محمد الصلابی، صفحہ 42، المبحث الثالث: ملازمتہ للنبی ﷺ فی المدینۃ/ وفاۃ ام کلثوم، دار المعرفۃ بیروت 2006ء)

بخاری کی ایک روایت میں اس واقعہ کا یوں ذکر ہوا ہے کہ ہلال نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے جنازے پر موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ آپؐ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب من یدخل قبر المرأۃ، حدیث نمبر 1342)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام کلثومؓ کی وفات پر فرمایا: اگر میری کوئی تیسری بیٹی ہوتی تو میں اسکی شادی بھی عثمان سے کروا دیتا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث، صفحہ 41، عثمان بن عفان، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 1990ء)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ سے گزرے تو دیکھا کہ حضرت عثمانؓ وہاں بیٹھے تھے اور حضرت ام کلثومؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے غم میں رو رہے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپؐ کے دونوں ساتھی یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے عثمان! تم کس وجہ سے رو رہے ہو؟ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ میرا آپؐ سے دامادی کا تعلق ختم ہو گیا ہے۔ دونوں لڑکیاں میرے سے بیاہی گئیں، دونوں فوت ہو گئیں۔ اب دامادی کا تعلق ختم ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ مت رو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر میری سو بیٹیاں ہوتیں اور ایک ایک کر کے فوت ہو جاتیں تو میں ہر ایک کے بعد دوسری کو تجھ سے بیاہ دیتا یہاں تک کہ سو میں سے ایک بھی باقی نہ رہتی۔

(کنز العمال، جزء 13، صفحہ 21، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، فضائل ذوالنورین عثمان بن عفان، حدیث نمبر 36201، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

بہر حال یہ ایک محبت کا اور تعلق کا اظہار تھا جو دونوں طرف سے ہوا۔ حضرت عثمانؓ کو اس بات کا غم کہ اب دامادی کا رشتہ ختم ہو گیا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال دلجوئی فرماتے ہوئے یہ یقین دہانی فرمائی کہ یہ تعلق تو قائم ہے، تم اس بات پر پریشان نہ ہو۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس شادی کا تذکرہ سیرت خاتم النبیینؐ میں یوں فرمایا ہے کہ ’’رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوجہ حضرت عثمانؓ بن عفان...... کی وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری لڑکی ام کلثوم کی شادی جو حضرت فاطمہؓ سے بڑی مگر رقیہ سے چھوٹی تھیں، حضرت عثمانؓ سے کر دی۔ اسی وجہ سے حضرت عثمانؓ کو ’’ذوالنورین‘‘ دونوروں والا کہتے ہیں۔ ام کلثوم کی یہ دوسری شادی تھی کیونکہ وہ اور ان کی بہن رقیہ شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کے دو لڑکوں سے بیاہی گئی تھیں مگر قبل اس کے کہ ان کا رخصتانہ ہوتا مذہبی مخالفت کی بناء پر یہ رشتہ منقطع ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حضرت عثمانؓ سے رقیہؓ کی شادی کی اور رقیہ کی وفات کے بعد ام کلثومؓ کی شادی کر دی مگر افسوس ہے کہ ان دونوں صاحبزادیوں کی نسل کا سلسلہ نہیں چلا کیونکہ ام کلثوم کے تو کوئی بچہ ہوا ہی نہیں اور رقیہ کا صاحبزادہ عبداللہ چھ سال کا ہو کر وفات پا گیا۔ ام کلثومؓ کا نکاح ربیع الاول تین ہجری میں ہوا تھا۔‘‘ (سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ 463- 464)

اس عرصہ کے واقعات میں غزوۂ بُحۡران کا بھی ذکر ہے۔ اس کو غزوہ بُحۡران کے علاوہ غزوۂ فُرُع اور غزوۂ بَنُو سُلَیم بھی کہا جاتا ہے۔ بحران وادی فُرُع کے نواح میں اہلِ حجاز کی ایک معدنیات کی کان ہے اور وادی فُرُع مدینہ سے چھیانوے میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ بنو سلیم کی بھاری تعداد بحران میں جمع ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرما کر جبکہ ایک اَور روایت کے مطابق حضرت عمرؓ کو اپنا نائب مقرر فرما کر تین سو صحابہؓ کا لشکر لے کر بحران کی طرف نکلے تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلنے کی وجہ ظاہر نہیں کی اور جب اسلامی لشکر بحران سے ایک رات کے فاصلے پر پہنچا تو وہاں انہیں بنو سلیم کا ایک آدمی ملا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ وہ لوگ منتشر ہو گئے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو ایک صحابی کے سپرد کر دیا اور آگے روانہ ہو گئے یہاں تک کہ بحران پہنچ گئے۔ آپؐ نے وہاں کسی کو نہ پایا کیونکہ سب اپنے اپنے پانی کے مقامات کی طرف منتشر ہو چکے تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹ گئے اور جنگ کی کوئی نوبت نہ آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ کیلئے چھ جمادی الاولیٰ کو مدینہ سے نکلے اور دس راتیں باہر رہنے کے بعد آپؐ سولہ جمادی الاولیٰ کو واپس تشریف لے آئے۔ اسکے برعکس ابنِ اسحاق نے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے تجارتی قافلے کو روکنا چاہتے تھے یہاں تک کہ آپ بحران پہنچ گئے جو حجاز میں وادیٔ فرع کے نواح میں ایک کان ہے۔ پس آپؐ نے وہاں ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ کے دو مہینے قیام فرمایا۔ اس کے بعد آپؐ واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ اس دوران کسی لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔

(ماخوذ از شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، جلد 2، صفحہ 382-383، دار الکتب العلمیۃ 1996ء) (سیرت ابن ہشام، صفحہ 513، دار الکتب العلمیۃ 2001ء) (فرہنگ سیرت، صفحہ 226، زوار اکیڈمی کراچی 2003ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے غزوۂ بحران کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے کہ ’’ابھی غزوۂ ذی اَمَر پر زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا یعنی اواخر ربیع الاول تین ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ وحشت ناک اطلاع موصول ہوئی کہ بنو سُلَیم پھر موضع بُحۡران میں مدینہ پر اچانک حملہ کرنے کی غرض سے بہت بڑی تعداد میں جمع ہو رہے ہیں اور یہ کہ ان کے ساتھ قریش کا بھی ایک جتھہ ہے۔ ناچار آپؐ پھر صحابہ کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر مدینہ سے نکلے، لیکن حسبِ عادت عرب کے یہ وحشی درندے جو اپنے شکار پر اچانک اور غفلت کی حالت میں حملہ کرنے کا موقعہ چاہتے تھے آپؐ کی آمد آمد کی خبر پا کر اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ عرصہ وہاں قیام کر کے واپس تشریف لے آئے۔

بنوسلیم اور بنو غطفان کا اس طرح بار بار مدینہ پر حملہ کرنے کے ارادے سے جمع ہونا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ صحرائے عرب کے یہ وحشی اور جنگجو قبائل اسلام کے سخت جانی دشمن تھے اور دن رات اس فکر میں رہتے تھے کہ کوئی موقعہ ملے تو مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیں۔ ذرا مسلمانوں کی اس وقت کی نازک حالت کا اندازہ لگاؤ کہ ان پر اس زمانہ میں کیسے دن گزر رہے تھے۔ ایک طرف مکہ کے قریش تھے جن کو اسلام کی عداوت اور جنگِ بدر کی انتقامی روح نے اندھا کر رکھا تھا اور انہوں نے خانہ کعبہ کے پردوں کے ساتھ لپٹ لپٹ کر قسمیں کھائی ہوئی تھیں کہ جب تک مسلمانوں کو ملیا میٹ نہ کر لیں گے چین نہیں لیں گے۔ دوسری طرف صحرائے عرب کے یہ خونخوار درندے تھے جن کو قریش کی انگیخت اور اسلام کی دشمنی نے مسلمانوں کے خون کی پیاس سے بے چین کر رکھا تھا۔ چنانچہ دیکھو کہ بدر کے بعد چند ماہ کے اندر اندر آپؐ کو کتنی دفعہ بذاتِ خود ان وحشی قبائل عرب کے خونی ارادوں سے اپنے آپ کو محفوظ کرنے کیلئے سفر کرنا پڑا۔ جیسا کہ سر ولیم میور نے تصریح کی ہے۔ یہ دن بھی بہت سخت گرمیوں کے دن تھے اور گرمی بھی عرب کے صحرا کی گرمی تھی۔

اگر خدا کی خاص نصرت شامل حال نہ ہوتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیدار مغزی مسلمانوں کو ہر وقت ہوشیار اور چوکس نہ رکھتی اور آپؐ دشمن کی جمعیت کو چھاپہ مارنے سے قبل ہی منتشر کر دینے کی تدابیر اختیار نہ کرتے تو ان دنوں میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی میں کوئی شک نہیں تھا اور یہ صرف بیرونی خطرات تھے۔ باقی اندرونی خطرات بھی کسی طرح کم نہ تھے۔ خود مدینہ کے اندر مسلمانوں سے ملے جلے رہنے والے منافقین موجود تھے جن کو مارِ آستین کہنا یقیناً کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ ان کے علاوہ غدار اور خفیہ سازشوں کے عادی یہودی لوگ تھے جن کی عداوت کی گہرائی اور وسعت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ اللہ! اللہ! ان ابتدائی مسلمانوں کیلئے یہ کیسی مصیبت کے دن تھے!! خود ان کی زبان سے سنیے۔ اُبَی بن کَعب ...... روایت کرتے ہیں: ’’اس زمانہ میں صحابہؓ کا یہ حال تھا کہ وہ ڈر کے مارے راتوں کو ہتھیار لگا لگا کر سوتے تھے اور دن کو بھی ہر وقت مسلح رہتے تھے کہ کہیں ان پر کوئی اچانک حملہ نہ ہو جاوے اور وہ ایک دوسرے سے کہا کرتے تھے کہ دیکھئے ہم اس وقت تک زندہ بھی رہتے ہیں یا نہیں کہ جب ہم امن و اطمینان کی زندگی گزاریں گے اور خدا کے سوا ہمیں کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔‘‘

ان الفاظ میں کس مصیبت اور کس بے کسی کا اظہار ہے اور امن اور اطمینان کی زندگی کی کتنی تڑپ مخفی ہے۔ اس کا اندازہ ہر انصاف پسند شخص خود کر سکتا ہے۔‘‘ (سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ 464-465) اور یہی آجکل بھی بعض جگہ کے حالات ہیں اور خاص طور پر فلسطینیوں کے بھی۔

ایک سریہ زید بن حارثہ تھا جس کی تفصیل میں یہ لکھا ہے کہ بنو سُلَیم کی پسپائی بنو قینقاع کی جلا وطنی، غزوۂ سَوِیق میں ابوسفیان کا راہِ فرار اور غزوہ بنو غطفان میں بنو ثَعۡلَبہ اور بنو مُحَارِب کی پسپائی، یہ عسکری تگ و تاز یعنی فوجی برتری مدینہ کی ابھرتی ہوئی قوت پر دلالت کر رہی تھی۔ سب سے بڑھ کر غزوۂ بدر میں اہلِ ایمان کی کامیابی اور مشرکین کی ذلت آمیز شکست کی بنا پر اعدائے اسلام اقتصادی مشکلات و مصائب سے بہت پریشان ہوئے کیونکہ مکہ سے شام جانے والی معروف شاہراہ کا گزر مدینہ کے مغرب میں بحیرۂ احمر کے ساتھ ساتھ تھا۔ ابوسفیان کے تجارتی قافلے کو مسلمانوں نے اسی راستے پر روکنے کی کوشش کی تھی۔ مدینہ کے آس پاس کے قبائل بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحت کر چکے تھے۔ اس لیے مشرکینِ مکہ اس راستے کو تجارت کیلئے اختیار کرنے کو کسی طرح بھی تیار نہیں تھے۔ اہلِ اسلام کی طرف سے مشرکین کی معاشی ناکہ بندی کی وجہ سے وہ لوگ انتہائی پریشان ہوئے اور شام کے معروف راستے کو چھوڑ کر نئے راستے کی تلاش میں رہنے لگے۔ ایک روز صَفۡوَان بن اُمَیَّہ کفارِ مکہ سے کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھیوں نے ہمارا جینا دشوار کر دیا ہے۔ ہمارے تجارتی مرکز تک جانے سے ہمیں روک دیا ہے۔ اب ہمیں کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم کیا کریں۔ وہ تو ساحل سمندر سے پیچھے ہٹنے کا نام تک نہیں لیتے۔ ساحل کے اکثر رہائش پذیر قبائل نے بھی ان سے مصالحت اور سمجھوتہ کر لیا ہے اور وہ ان کے ساتھ مل گئے ہیں۔ اب ہم جائیں تو کس طرف اور کریں تو کیا کریں۔ یہیں مکہ میں رہے تو ہم اپنا راس المال بھی کھا جائیں گے۔ جو کچھ ہمارے پاس ہے سب کھا جائیں گے۔ اس کے بعد ہمارے پاس کچھ نہیں بچے گا جس کے سہارے ہم زندگی گزار سکیں۔ یہی مال گرمی میں ہم شام اور سردی میں حبشہ کی طرف تجارت کی غرض سے لے جایا کرتے تھے۔ اب کیا ہوگا؟ صَفۡوَان بن امیہ کی یہ بات سن کر سب پریشان تھے۔ اَسۡوَد بن مُطَّلِب نے مشورہ دیا کہ ساحلِ سمندر کا راستہ چھوڑ کر عراق کی طرف سے شام جایا جا سکتا ہے۔ صَفۡوَان نے کہا مجھے تو اس راستے کا بالکل علم نہیں۔ اَبُو زَمۡعَہ نے کہا کہ میں تجھے ایک ایسے رہبر کے متعلق بتاتا ہوں جسے اس راستے کی مکمل پہچان ہے۔ اس

نے بتایا کہ وہ فُرات بن حَیّان عِجْلِی ہے۔ وہ اس راستے سے آتا جاتا رہتا ہے اور اسے اس گزرگاہ سے مکمل شناسائی ہے۔ صَفْوَان نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ بہت خوب۔ مَیں تو یہی چاہ رہا تھا۔ فُرات کو بلوایا گیا۔ اس کے آنے پر صَفْوَان نے اسے کہا کہ میں قافلہ تجارت لے کر شام جانا چاہتا ہوں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری تجارت کے حوالے سے ہمیں پریشان کر رکھا ہے کیونکہ ہمارے قافلے انہی کے قریب سے گزرتے ہیں۔ میں عراق کے راستے سے شام جانا چاہتا ہوں۔ فُرات نے کہا کہ میں تمہیں عراق کے ایسے راستے سے لے کر جاؤں گا جہاں سے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل خبر نہ ہوگی۔ یہ بے آب و گیاہ اور غیر آباد راستہ ہے۔ صَفْوَان نے کہا میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ اس کی بیابانی ہمارے لیے کوئی زیادہ پریشانی کا سبب نہیں کیونکہ اب سردی کا موسم ہے اس لیے ہمیں راستے میں پانی کی ضرورت بہت کم ہی پڑے گی جسے ہم برداشت کر لیں گے۔

بہرحال سفر کی تیاری شروع ہوگئی۔ اس کے بعد صَفْوَان بن امیہ نے قافلے کی تیاری کیلئے سب کو کہہ دیا۔ جمع پونجی اپنے ساتھ لی۔ چاندی کے برتن، چاندی کی ڈلیاں اور دیگر ساز و سامان بھی ساتھ لے لیا۔ اَبُو زَمْعَہ نے بھی صَفْوَان کو تین سو مثقال سونا اور چاندی کی ڈلیاں تھمائیں تا کہ وہ اس کیلئے خریداری کر سکے۔ ایک مثقال سونا تقریباً سوا چار گرام، 4.37 گرام کے برابر ہے۔ بہرحال کافی مقدار میں تھا یہ۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ صَفْوَان بہت سا مال لے کر نکلا جس میں چاندی کی ڈلیاں اور چاندی کے برتن تھے جن کا وزن تیس ہزار درہم کی مالیت کا تھا۔ ابوسفیان بن حرب بھی اپنے ساتھ کثیر چاندی لے کر نکلا اور دیگر قریش کے لوگوں نے بھی اپنی اپنی خریداری کیلئے سونا چاندی وغیرہ شرکائے قافلہ کے سپرد کر دیا۔ صَفْوَان اور ابوسفیان کے علاوہ بھی کئی لوگ اس تجارتی قافلے کے ہمراہ ہو لیے جیسے عبدُ اللہ بن ابی رَبِیعَہ۔ حُوَیطِب بن عَبدُ العُزّٰی وغیرہ۔ یوں فُرات بن حیّان کی رہبری میں براستہ طریق عراق، عراق کے رستے سے شام کی طرف تجارت کیلئے قریش کا یہ قافلہ روانہ ہوا۔

سریہ کی تاریخ اور دیگر نام کے بارے میں آتا ہے کہ یہ سریہ جمادی الاُخریٰ تین ہجری میں پیش آیا۔ سریہ کی جگہ کے لحاظ سے اس کارروائی کو سریہ قَرَدَہ بھی کہا جاتا ہے۔ قَرَدَہ نجد کے پانیوں میں سے ایک پانی ہے۔ قریش مکہ نے اپنی طرف سے پوری احتیاط سے اس راستے کو اختیار کیا جس کا اوپر تذکرہ ہو چکا ہے۔ ان کی کوشش یہی تھی کہ کسی طرح بھی اس کی خبر مدینہ نہ پہنچے ورنہ ہمارا اس راستے سے جانا بھی محال ہو جائے گا لیکن اللہ کو کچھ اَور ہی منظور تھا۔ اہل مکہ سے تو یہ خبر چھپ نہ سکتی تھی۔ چنانچہ نُعَیم بن مسعود اَشْجَعِی کو اس منصوبے کا علم ہو گیا۔ انہی ایام میں اسے کسی کام سے مدینہ جانا پڑا۔ یہ ابھی بے دین اور مشرک تھا۔ اس نے مدینہ میں بَنُو نَضِیر کے سردار کِنَانہ بن ابی حُقَیق کے ہاں قیام کیا۔ اس نے اسے شراب پلائی۔ ایک صحابی سَلِیط بن نُعمان بن اسلم کا بنونضیر کے ہاں اکثر آنا جانا رہتا تھا۔ اس دوران یہ بھی وہاں آ گئے جہاں کِنَانہ بن ابی حُقَیق اور نُعَیم مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ نُعَیم شراب کے نشے میں دھت تھا۔ اس لیے وہ اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکا اور نشے میں ہی راز فاش کر دیا۔ اس نے صَفْوَانِ بن امیہ کی نگرانی میں عراق کے راستے سے شام کی طرف جانے والے تجارتی قافلے کے متعلق سب کچھ کہہ دیا۔ سَلِیط بنِ نُعمان سن کر باہر نکلے اور جا کر یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اطلاع پاتے ہی فوراً تیاری شروع کی اور ایک سو شہ سواروں کا لشکر روانہ کر دیا۔ اس کی سالاری حضرت زید بن حارثہؓ کے سپرد کی۔

حضرت زید بن حارثہؓ کیلئے یہ سب سے پہلا موقع تھا جب انہیں کسی اسلامی لشکر کی سپہ سالاری پر مامور کیا گیا اور وہ اس مہم میں کامیاب ہوئے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہؓ کو سو سواروں کے ساتھ بھیجا۔ وہ ان کی طرف روانہ ہوئے اور قافلے کو جا لیا۔ قافلے والوں میں سے سردار جنگل کی طرف بھاگ گئے۔ صحابہؓ نے ایک یا دو آدمیوں کو قیدی بنایا اور قافلہ کا سامان لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے پانچ حصے کیے اور خمس کی مالیت اس وقت بیس ہزار درہم کی قیمت کے برابر ہوئی۔ باقی مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سریہ والوں میں تقسیم فرما دیا۔ (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 6، صفحہ 395-398، مکتبہ دار المعارف لاہور) (کتاب المغازی للواقدی، جلد 1، صفحہ 198، مکتبہ عالم الکتب) (فرہنگ سیرت، صفحہ 233، زوار اکیڈمی کراچی 2003ء)

ایک اَور روایت میں ہے کہ حضرت زیدؓ نے نہایت تیزی سے راستہ طے کیا اور ابھی قریش کا قافلہ بالکل بے خبری کے عالم میں قَرَدَہ نامی ایک چشمہ پر پڑاؤ ڈالنے کیلئے اتر رہا تھا کہ اسے جا لیا اور اچانک یلغار کر کے پورے قافلے پر قبضہ کر لیا۔ صَفْوَان بن امیہ اور دیگر لوگوں کو بھاگنے کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔ مسلمانوں نے قافلے کے راہنما فُرات بن حَیّان کو اور کہا جاتا ہے کہ مزید دو آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ برتنوں اور چاندی کی بہت بڑی مقدار جو قافلے کے پاس تھی اور جس کا اندازہ ایک لاکھ درہم تھا بطور غنیمت ہاتھ آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس نکال کر مال غنیمت لشکر کے افراد میں تقسیم کر دیا۔ قریش کے رہبر فُرات بن حیان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام قبول کر لیا۔ (الرحیق المختوم مترجم، صفحہ 337، مکتبہ سلفیّہ) پھر اس کی باقی باتیں ان شاء اللہ آئندہ۔

یہ جو قافلے چلتے تھے ان کو جو روکنا تھا یہ اس لیے تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف جنگوں کی تیاری کیلئے سامان اکٹھا کرتے تھے۔ آج کل کے زمانے میں جس طرح sanctions لگائی جاتی ہیں یہ اسی طرح کی ایک قسم تھی۔ یہ تو اپنے مقاصد حاصل کرنے کیلئے کرتے ہیں بلکہ بعض جگہ تو غلط قسم کی لگا دیتے ہیں۔ مثلاً امریکہ نے یوگنڈا پہ sanctions اس لیے لگا دیں کہ انہوں نے پارلیمنٹ میں LGBT کے خلاف قانون پاس کیا ہے۔ گو یہ نام نہیں لیتے لیکن اصل اندر سے یہی بات ہے۔ تو ان لوگوں کا تو یہ حال ہے۔ اسلام پر انہوں نے کیا اعتراض کرنا ہے۔ بہرحال یہ باتیں ان شاء اللہ آئندہ بھی ہوں گی۔

فلسطین کے مظلوموں کیلئے میں دعا کیلئے دوبارہ کہتا ہوں۔ اب کم از کم اتنا ہوا ہے کہ کچھ غیر مسلم اور بعض سیاستدان ڈرتے ڈرتے ہی کچھ نہ کچھ اس ظلم کے خلاف بولنے لگ گئے ہیں بلکہ اب تو بعض یہودیوں نے بھی اس عمل سے بیزاری کا اظہار کیا ہے اور اسرائیلی حکومت کو کہا ہے کہ ہمیں بدنام کیوں کر رہے ہو۔ تو بہرحال چھوٹی چھوٹی آوازیں کہیں نہ کہیں سے غیروں میں بھی اٹھنے لگ گئی ہیں۔ اب یہ کہتے ہیں کہ چار گھنٹے کیلئے روزانہ جنگ روکیں جس کو pause کا نام انہوں نے دیا ہے تا کہ فلسطینیوں تک مدد پہنچ سکے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس پر کتنا عمل ہوگا اور باقی جو بیس گھنٹے کا وقت ہے اس میں انہوں نے فلسطینیوں پر کتنے ظلم کرنے ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کتنی بمبارمنٹ کریں گے۔

اکثر بڑی حکومتیں اور سیاستدان بھی فلسطینیوں کی جانوں کو کوئی اہمیت نہیں دے رہے۔ ان کے اپنے مفادات ہیں لیکن بہرحال ان لوگوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بھی ایک وقت تک ڈھیل دیتا ہے اور صرف یہی دنیا نہیں، اگلا جہان بھی ہے۔

یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں اس دنیا میں ہم نے فائدے اٹھا لیے تو سب کچھ حاصل ہو جائے گا۔ اس دنیا میں بھی پکڑ ہو سکتی ہے اور اگلے جہان میں بھی پکڑ ہوگی۔ بہرحال ہمیں بھی دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مظلوم فلسطینیوں کی دادرسی کرتے ہوئے انہیں ان ظلموں سے نجات دلوائے۔

اس وقت نماز کے بعد میں جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔

پہلا جنازہ، ایک جنازہ ہے منصورہ باسمہ صاحبہ کا، جو حمید الرحمٰن خان صاحب کی اہلیہ تھیں۔ گذشتہ دنوں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ یہ نواب عبداللہ خان صاحب اور حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی پوتی تھیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ اور حضرت بوزینب بیگم صاحبہ کی نواسی تھیں۔ میاں عباس احمد خان صاحب اور امۃ الباری بیگم صاحبہ کی بیٹی تھیں۔ اللہ کے فضل سے موصیہ بھی تھیں۔ اچھی نیک فطرت خاتون تھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کے نکاح کا جب اعلان فرمایا تو جو خطبہ دیا اس میں بعض نصائح بھی تھیں۔ اس لیے میں خطبہ کا کچھ حصہ سنا بھی دیتا ہوں۔ آپؒ نے فرمایا کہ نکاح کے ساتھ لڑکی اور لڑکے پر ایسی نئی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جو اس سے قبل ان پر عائد نہیں تھیں۔ فرمایا ایک تو میاں بیوی کی باہمی ذمہ داریاں ہیں یعنی خاوند کی بیوی پر اور بیوی کی خاوند پر اور دوسرے دونوں نے مل کر کچھ ذمہ داریاں نبھانی ہیں جن کا تعلق ان کی اولاد سے ہوتا ہے۔ جہاں تک اولاد سے تعلق ہے کچھ ذمہ داریاں بٹی ہوتی ہیں۔ ماں بچے کو دودھ پلاتی ہے، باپ نہیں پلاتا۔ باپ گھر سے باہر بچے کا خیال رکھتا ہے کہ اس میں آوارگی پیدا نہ ہو۔ عورت کی ذمہ داری گھر کی حدود کے اندر سے تعلق رکھتی ہے۔ بہرحال دونوں اگر اپنے یہ حقوق ادا کریں تو بہت ساری قباحتوں سے آج بھی ہمارے بچے بچ سکتے ہیں۔ پھر آپؒ نے فرمایا کہ جو آیات ہم اس موقع پر پڑھتے ہیں اس قسم کی نئی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک تو ضروری ہے کہ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمُ (النساء:2) یہاں آیت میں اتَّقُوا اللّٰہَ بھی ہے اور بہت سے context میں تقویٰ کا ذکر ہے لیکن اس آیت میں جو نکاح کے موقع پر پڑھی جاتی ہے رب کا تقویٰ۔ اور یہ رب کا تقویٰ کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ربوبیت کرنے والا ہے تم دونوں کی ربوبیت کرنے والا ہے۔ اسی طرح تم پر بھی ربوبیت کی ذمہ داریاں کچھ نئی پڑنے والی ہیں اور

## ارشاد باری تعالیٰ

اَلَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران:17)

(یہ ان کیلئے ہے) جو لوگ کہتے ہیں اَے ہمارے ربّ! یقیناً ہم ایمان لے آئے

پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

طالب دعا : بی۔ایم۔خلیل احمد ولد مکرم بی۔ایم۔بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

## ارشاد باری تعالیٰ

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (آل عمران:32)

تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا

اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

طالب دعا : سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

اسی صورت میں تم ادا کر سکو گے جب تم حقیقی رب، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو گے۔ دوسرے یہ کہ یہ رشتہ بڑا نازک ہوتا ہے۔ بہت سی غلط فہمیاں، بے احتیاطیوں کے نتیجہ میں پیدا ہو سکتی ہیں اور اسکے بچاؤ کیلئے ہمیں حکم دیا گیا کہ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا (الاحزاب:71) کہ محض سچ سے یہاں کام نہیں بنے گا بلکہ ایسے بول جن میں کسی قسم کی کجی نہیں ہوگی، سیدھے ہوں گے اس راہ کو اگر تم اختیار کرو گے تو تمہارے درمیان کوئی misunderstanding، کوئی رنجش پیدا نہیں ہوگی اور تیسرے یہ کہ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (الحشر:19) تمہارے بڑوں نے مستقبل کا خیال رکھتے ہوئے تمہاری تربیت کی اور تم نے اپنے مستقبل کا خیال رکھتے ہوئے اپنے بچوں کی تربیت کرنی ہے۔ یہ جو مستقبل ہے جس کا تعلق اس تربیت سے ہے جو ماں باپ بچوں کی کرتے ہیں یہ ہر نسل کا علیحدہ مستقبل ہے۔ یہ ایک ہی قسم کا مستقبل نہیں۔ اس واسطے کہ دنیا اور دنیا کا معاشرہ حرکت میں ہے۔ فرمایا اب زمانہ بدل کے کچھ کا کچھ بن گیا ہے۔ وہ انقلابِ عظیم جس کی ہمیشہ بشارت دی گئی تھی اس کے آثار افق پر ہمیں نظر آ رہے ہیں۔ اس لیے آج باپ کی ذمہ داری مختلف ہے اس ذمہ داری سے جو ہماری ذمہ داری تھی بلکہ زیادہ احتیاط کے ساتھ زیادہ وسعتوں والی ذمہ داریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے بچوں کی ذمہ داری اٹھانی ہے تا کہ احمدیت کی تربیت کا، وہ تربیت جس کا تعلق ساری دنیا کے ساتھ ہے بوجھ پڑے آنے والی نسل پر، تو ہر آنے والی نسل اس کو اٹھانے کیلئے تیار ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان چیزوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔

پھر آپؒ نے فرمایا کہ جس نکاح کیلئے میں کھڑا ہوا ہوں ایک عزیزہ بچی کا ہے جو ہمارے چھوٹے پھوپھا نواب عبداللہ خان کی پوتی اور پھوپھی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی پوتی ہے۔ آپؒ نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چوتھی نسل شروع ہوگئی ہے۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی یہ نواسی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اور اس دوسرے رستے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس کا تعلق ہے۔ ذمہ داریاں دوہری ہیں۔ اگر ذمہ داریاں دوہری ہیں، اگر ہمارے لیے بشارات بھی دوہری ہیں تو اس لیے انذار بھی دوہرا ہے۔ اور پھر آپ نے سمجھایا خاندان کے بچوں کو اور بڑوں کو بھی کہ ان کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے کیونکہ اگر دوہری ذمہ داریاں ادا نہیں کریں گے تو پھر دوہرے انذار کو بھی دیکھنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ خاندان کے بڑے اور بچے اس بات کو سمجھنے والے بھی ہوں۔

پھر آپؒ نے فرمایا کہ میں جب کسی ایسے نکاح کا اعلان کرتا ہوں جس میں بچے اور بچی کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہو رشتے کے لحاظ سے تو میری طبیعت میں فکر بھی پیدا ہوتی ہے اور دعاؤں کی طرف رجحان پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس مقام کو پہچاننے کی توفیق عطا کرے کہ وہ خادم ہونے کے لحاظ سے دوسرے سے مختلف ہیں اور ان کو زیادہ بڑے خادم بن کر دنیا میں اپنی زندگی گزارنی چاہئے۔

(ماخوذ از خطبات ناصر، جلد دہم، صفحہ 710 تا 713، خطبہ نکاح 5/ اکتوبر 1981ء)

بہرحال یہ نصیحت والے الفاظ تھے اس لیے میں نے بیان بھی کر دیے۔ عزیزہ باسمہ منصورہ کی ذاتی زندگی کے بارے میں ان کی بیٹی رابعہ نے لکھا کہ بچپن میں ہی اللہ میاں سے ہمارا تعارف کروایا۔ اپنے نصیب کیلئے دعا پر زور دیتیں۔ اکثر کہتیں کہ دعا کیا کرو اللہ تعالیٰ تمہارا اچھے لوگوں سے واسطہ ڈالے اور اس دعا کا مطلب پھر ہمیں بڑے ہو کر سمجھ آیا، بچپن میں تو سمجھ نہیں آتا تھا۔ کہتی ہیں میری امی لوگوں سے بہت پیار کرنے والی تھیں۔ اپنے نفس کی قربانی کر کے لوگوں کا خیال رکھتی تھیں اور یہی حقیقت بھی ہے۔ بظاہر لوگوں کو یہ تاثر ملتا کہ وہ اپنی جان پر خرچ کرنے والی ہیں، لیکن نہیں۔ وہ خود کی قربانی کرتیں اور دوسروں کا خیال رکھتیں۔ مثلاً جلسہ پر لندن بھی آتیں تو غریبوں کیلئے تحفے لے کر جاتیں۔ اپنے لیے کچھ نہ لیتیں۔ ایک لڑکی کو پالا بھی اور اسکی اچھی تربیت کی پھر اسکی شادی بھی کی۔ اسکے علاوہ بھی بہت ساری لڑکیوں کی شادیاں کیں۔ اور گھر میں بھی آنا جانا لوگوں کا رہتا تھا۔ ہمسایوں کو بھی کھانا وغیرہ بھیجتی رہتی تھیں۔ ایک لنگر خانہ ہی چلتا تھا یہاں تک کہ باہر سڑک پر جھاڑو دینے والا آدمی تھا وہ بھی کھانے کے وقت ان کے پاس ہی آ کے کھانا کھایا کرتا تھا۔ بہت سوں کے انہوں نے وظیفے لگائے ہوئے تھے۔ اگر ان کو کہتے کہ اپنے لیے بھی کچھ جمع کریں تو کہتی ہیں میں نے کل کے بارے میں کبھی نہیں سوچا۔ اللہ تعالیٰ میری مالی ضروریات کا مالک ہے۔ واقفِ زندگی کا بہت ادب کرتیں، بہت عزت کرتیں، ان کا خیال رکھتیں۔ جو رشتہ دار واقفین زندگی ہیں ان سے تعلق رکھتیں، دعوت کرتیں اور کہتی ہیں ہمیں بھی کہا کرتی تھیں کہ واقفینِ زندگی تو قربانی کرتے ہیں، ان کا خیال رکھنا چاہئے۔ ہر رشتہ بڑی خوبی سے نبھایا۔ ہمیشہ یہ کہتی تھیں کہ میں یہ نہیں سوچتی کہ دوسرے نے میرے ساتھ کیا کیا۔ میں تو جب بھی ہو، کبھی غلطی ہوتی اور زیادتی ہو بھی جاتی ہے تو معافی مانگنے میں پہل کرتیں۔ ملازم کو بھی ڈانٹتیں تو اس سے بھی معافی مانگ لیتیں اور انعام بھی دیتیں۔

ان کے داماد مرزا تقی الدین کہتے ہیں کہ بڑی چھوٹی عمر میں انہوں نے وصیت بھی کی تھی۔ میں نے بھی دیکھا۔ وصیت فارم دیکھ کے پہلے میں حیران تھا کہ تقریباً چودہ سال کی عمر میں انہوں نے وصیت کر دی تھی۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے بچپن کا خواب سنایا تھا۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ میں اللہ کا پاؤں سختی سے پکڑ کے رو رہی ہوں اور کہتی تھیں کہ جب میں بیدار ہوئی تو میں واقعی رو رہی تھی۔ کہتی ہیں کہ اب تک اللہ تعالیٰ میرے سارے کام پورے کر دیتا ہے۔

یہاں ان کی ایک واقف ہیں روحی شاہ صاحبہ۔ وہ کہتی ہیں کہ دوستی اگر کرتیں تو خوب نبھاتیں۔ بڑی شکر گزار طبیعت کی مالک تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والی، اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والی تھیں اور لوگوں سے احسان کا سلوک کرتیں۔ پھر شکر گزاری بہت کرتیں، اتنی زیادہ کہ انسان شرمندہ ہو جاتا۔

ان کی بھاوجہ طاہرہ فاروق صاحبہ کہتی ہیں کہ بھابھی کی بجائے مجھے دوست اور بہن بنا کے رکھا۔ بے لوث محبت کرنے والی کھری شخصیت کی مالک تھیں۔ رشتے نبھانے آتے تھے۔ جو اپنے لیے پسند کرتیں وہی دوسرے کیلئے پسند کرتیں اور کبھی کوئی بات دل میں نہیں رکھتی تھیں۔ صاف، کھری باتیں کہنے والی تھیں۔ نماز، روزہ کی پابند، قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی، خلافت کے ساتھ بے انتہا تعلق اور وابستگی تھی۔ جماعتی کاموں میں جو بھی سپرد کر دیے جاتے دلچسپی لیتیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے جو خاوند ہیں انہیں بھی صبر اور حوصلہ دے اور بچوں کو بھی صبر اور حوصلہ دے۔

دوسرا جنازہ چودھری رشید احمد صاحب کا ہے جو زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں سابق ڈپٹی رجسٹرار تھے۔ آجکل امریکہ میں تھے۔ ان کی بھی گذشتہ دنوں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے بیٹے رفیق طاہر صاحب وہاں لاس اینجلس میں جماعتی خدمت بجا لا رہے ہیں، کہتے ہیں کہ خاندان میں سب سے پہلے احمدیت ان کے بڑے بھائی چودھری برکت علی صاحب سے آئی تھی اور اس کے بعد ان کے والد اور باقی گھر والوں نے بیعت کی سعادت پائی۔ 74ء کے فسادات میں ایک ہجوم نے حالانکہ ان کا گھر یونیورسٹی کے ایریا کے اندر تھا، یونیورسٹی کے کوارٹروں میں تھا، لیکن پھر بھی ہجوم نے حملہ کیا اور گھر لُوٹ کے ان کا سارا سامان نظرِ آتش کر دیا۔ بہرحال وہ تو اس وقت وہاں سے چلے گئے اور جب دو تین مہینے بعد حالات بہتر ہوئے تو یونیورسٹی واپس آئے۔ وائس چانسلر نے کہا کہ کریسنٹ مل کا مالک جو ہے وہ کہتا ہے کہ میں آپ کا نقصان پورا کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے بتائیں کہ کتنا نقصان ہوا ہے؟ تو چودھری رشید صاحب نے آسمان کی طرف انگلی اٹھاتے ہوئے کہا کہ بالکل نہیں۔ میں کسی سے نہیں مدد لوں گا۔ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں یہ نقصان برداشت کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں یہ نقصان مجھے ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نقصان کو پورا کرے گا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے پھر ایسا فضل فرمایا کہ بڑے کم وقت میں سارے نقصان کی تلافی بھی ہوگئی۔ خلافت کے ساتھ بڑا محبت اور اطاعت کا ایک رشتہ تھا۔ احکامات کی لفظ بہ لفظ تکمیل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ایمانداری اتنی حد تک تھی کہ یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کے ممبر تھے۔ بڑا اعزاز ہے یہ بھی۔ اور ایک دفعہ میٹنگ تھی ان کو میٹنگ میں جانے کیلئے ٹرین کے کرایہ کے اے سی کے ٹکٹ کے پیسے ملے۔ واپسی پہ ان کے کچھ رشتہ داروں نے کہا کہ ہم نے ساتھ جانا ہے تو انہوں نے اپنا ٹکٹ چینج کروا لیا اور سیکنڈ کلاس میں رشتہ داروں کے ساتھ گئے اور باقی پیسے جو تھے وہ حکومت کو واپس کر دیے۔ ایک دفعہ یہ وہاں ان کا یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کا جو چیئرمین تھا اس کے دفتر میں گئے تو انہوں نے ان کو ملنے کیلئے اپنا کارڈ بھیجا تو ڈائریکٹر صاحب جو تھے وہ خود باہر آ گئے اور اپنے ایک دوست کو جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگے کہ یہ وہ شخص ہے جس کی دیانتداری کا میں آپ سے ذکر کر رہا تھا کہ ایسا دیانتدار شخص ہے۔ تو انہوں نے وہاں فوراً جماعتی تعارف بھی کروا دیا کہ میں احمدی ہوں۔ یہ ساری جو امانتداری ہے یہ احمدی ہونے کی وجہ سے میرے اندر ہے۔ پس احمدیوں کیلئے بھی ایک سبق ہے۔ ہمیشہ ایمانداری سے اپنے فرائض انجام دینے چاہئیں اور کسی قسم کا کبھی مالی لالچ نہیں کرنا چاہئے۔

چندوں کی ادائیگی اور مالی قربانی میں پیش پیش ہوتے تھے۔ والدین، بہن بھائیوں کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بھی باقاعدگی سے تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کے چندے دیا کرتے تھے۔ بہت پیار کرنے والی شخصیت تھی۔ یونیورسٹی کے سارے طلبہ کو بچوں اور بھائیوں کی طرح رکھا۔ ایک نماز، مغرب کی نماز خاص طور پہ ہم سب اکٹھے ہو کر ان کے گھر میں پڑھا کرتے تھے۔ ہمیشہ مسکراتے چہرے کے ساتھ ملتے تھے۔ بڑے قانع انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......

**ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم**

جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجے گا اس کا جواب دینے کیلئے
اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دے گا تا کہ مَیں اس کے سلام کا جواب دے سکوں

(ابوداؤد، کتاب المناسک)

طالب دعا : سید وسیم احمد وافراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

**ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم**

آگ اس آنکھ پر حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بیدار رہی اور
آگ اس آنکھ پر بھی حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے آنسو بہاتی ہے

(سنن دارمی، کتاب الجہاد)

طالب دعا : شیخ صادق علی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبر کوٹ، صوبہ اڈیشہ)

# سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

## (از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

### ایک مصیبت کا دھکّہ، قانون ورثہ، حرمت شراب کفار کی غداری اور دو دردناک واقعات

### جنگ اُحد، شوال 3 ہجری مطابق مارچ 624ء

جنگ بدر کے نتیجے میں جو ماتم عظیم مکہ میں برپا ہوا تھا اس کا ذکر جنگ بدر کے حالات میں کیا جا چکا ہے۔ سرداران قریش نے قسمیں کھائی تھیں کہ جب تک مقتولین بدر کا انتقام نہ لے لیں گے اس وقت تک چین نہ لیں گے۔ ان کے اس جذبۂ انتقام کو مدینہ کے بدعہد یہود کی خفیہ اشتعال انگیزیوں نے اور بھی زیادہ بھڑکا دیا تھا۔ چنانچہ بدر کے بعد قریش مکہ نے دوسرے قبائل کو مسلمانوں کے خلاف بہت سخت اکسانا شروع کردیا اور خود بھی برابر اس تاک میں رہے کہ جب بھی موقع ملے مسلمانوں پر حملہ کرکے انہیں کچل ڈالیں۔ بنوسلیم اور بنوغطفان کا مدینہ پر حملہ آور ہونے کی غرض سے بار بار جمع ہونا جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے زیادہ تر قریش مکہ ہی کی اشتعال انگیزیوں کا نتیجہ تھا۔ غزوہ سویق بھی جس میں ابوسفیان نے مدینہ پر شب خون مارنے کی تجویز کی تھی اسی زنجیر کی ایک کڑی تھی اور چونکہ خدا کے فضل سے اس غزوہ میں قریش کو ذلت کا منہ دیکھنا پڑا تھا، اس لئے ان کا جوش انتقام اور بھی زیادہ ہوگیا تھا اور گو اس وقت انہوں نے عرب کے سامنے اپنی عزت رکھنے کیلئے یہ کہہ دیا تھا کہ ہماری قسم پوری ہوگئی ہے، لیکن ان کے دل اس بات کو محسوس کرتے تھے کہ غزوہ سویق نے ان کے ماتھے پر ذلت کا ایک اور دھبہ لگا دیا تھا۔ لہٰذا اس کے بعد انہوں نے آگے سے بھی زیادہ جوش وخروش کے ساتھ جنگ کی تیاری شروع کی۔ چنانچہ غزوہ اُحد جس کا ہم اب ذکر کرنے لگے ہیں اسی تیاری کا نتیجہ تھا۔

جس تجارتی قافلہ کا ذکر جنگ بدر کے حالات میں گزر چکا ہے اسکے منافع کا روپیہ جس کی مالیت پچاس ہزار دینار تھی۔ رؤسائے مکہ کے فیصلہ کے مطابق ابھی تک دارالندوہ میں مسلمانوں کے خلاف حملہ کرنے کی تیاری کے واسطے محفوظ پڑا تھا۔ اب اس روپے کو نکالا گیا اور بڑے زور شور سے جنگ کی تیاری شروع ہوئی۔ مسلمانوں کو اس تیاری کا علم بھی نہ ہوتا اور لشکر کفار مسلمانوں کے دروازوں پر پہنچ جاتا، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیدار مغزی نے تمام ضروری احتیاطیں اختیار کر رکھی تھیں۔ یعنی آپؐ نے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کو جو دل میں آپؐ کے ساتھ تھے مکہ میں ٹھہرے رہنے کی تاکید کر رکھی تھی اور وہ قریش کی حرکات وسکنات سے آپؐ کو اطلاع دیتے رہتے تھے۔ چنانچہ عباس بن عبدالمطلب نے اس موقع پر بھی قبیلہ بنوغفار کے ایک تیز رو سوار کو بڑے انعام کا وعدہ دے کر مدینہ کی طرف روانہ کیا اور ایک خط کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے اس ارادے سے اطلاع دی اور اس قاصد کو سخت تاکید کی کہ تین دن کے اندر اندر آپ کو یہ خط پہنچا دے۔ جب یہ قاصد مدینہ پہنچا تو اتفاق سے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے حوالی قبا میں تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ یہ قاصد آپؐ کے پیچھے وہیں قبا میں پہنچا اور آپؐ کے سامنے یہ بند خط پیش کردیا۔ آپؐ نے فوراً اپنے کاتب خاص اُبَیّ بن کعب انصاری کو یہ خط دیا اور فرمایا کہ اسے پڑھ کر سناؤ کہ کیا لکھا ہے اُبَیّ نے خط پڑھ کر سنایا تو اس میں یہ وحشت ناک خبر درج تھی کہ قریش کا ایک جرار لشکر مکہ سے آرہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خط سن کر ابی بن کعب کو تاکید فرمائی کہ اس کے مضمون سے کسی کو اطلاع نہ ہو اور پھر آپؐ نے مدینہ میں واپس تشریف لاکر اپنے دو صحابیوں کو لشکر قریش کی خبر رسانی کیلئے مکہ کے راستہ کی طرف روانہ فرمادیا۔ غالباً اسی موقع پر آپ نے مسلمانوں کی تعداد وطاقت معلوم کرنے کیلئے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مدینہ کی تمام مسلمان آبادی کی مردم شماری کی جاوے۔ چنانچہ مردم شماری کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس وقت تک کل پندرہ سو مسلمان متنفس ہیں۔ اس وقت کے حالات کے ماتحت اسی تعداد کو بہت بڑی تعداد سمجھا گیا۔ چنانچہ بعض صحابہ نے تو اس وقت خوشی کے جوش میں یہاں تک کہہ دیا کہ کیا اب بھی جبکہ ہماری تعداد ڈیڑھ ہزار تک پہنچ گئی ہے ہمیں کسی کا ڈر ہوسکتا ہے؟ مگر انہی میں سے ایک صحابی کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم پر ایسے ایسے سخت وقت آئے کہ بعض اوقات ہمیں نماز بھی چھپ چھپ کر ادا کرنی پڑتی تھی۔ ایک موقع پر اس سے پہلے بھی آپؐ نے مسلمانوں کی مردم شماری کروائی تھی تو اس وقت چھ اور سات سو کے درمیان تعداد نکلی تھی۔

غالباً رمضان 3 ہجری کے آخر یا شوال کے شروع میں قریش کا لشکر مکہ سے نکلا۔ لشکر میں دوسرے قبائل عرب کے بہت سے بہادر بھی شامل تھے۔ ابوسفیان سردار لشکر تھا۔ لشکر کی تعداد تین ہزار تھی جس میں سات سو زرہ پوش سپاہی شامل تھے۔ سواری کا سامان بھی کافی تھا۔ یعنی دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے اور سامان حرب بھی کافی وشافی مقدار میں تھا۔ عورتیں بھی ساتھ تھیں جن میں ہندزوجہ ابوسفیان اور عکرمہ بن ابوجہل، صفوان بن امیہ، خالد بن ولید اور عمرو ابن العاص کی بیویاں اور مصعب بن عمیر صحابی کی مشرکہ ماں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ عورتیں عرب کی قدیم رسم کے مطابق گانے بجانے کا سامان اپنے ساتھ لائی تھیں تاکہ اشتعال انگیز اشعار گاکر اور دفیں بجاکر اپنے مردوں کو جوش دلاتی رہیں۔

قریش کا یہ لشکر دس گیارہ دن کے سفر کے بعد مدینہ کے پاس پہنچا اور چکر کاٹ کر مدینہ کے شمال کی طرف احد کی پہاڑی کے پاس ٹھہر گیا۔ اس جگہ کے قریب ہی عریض کا سرسبز میدان تھا جہاں مدینہ کے مویشی چرا کرتے تھے اور کچھ کھیتی باڑی بھی ہوتی تھی۔ قریش نے سب سے پہلے اس چراگاہ پر حملہ کرکے اس میں من مانی غارت مچائی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مخبروں سے لشکر قریش کے قریب آجانے کی اطلاع موصول ہوئی تو آپؐ نے اپنے ایک صحابی حباب بن منذر کو روانہ فرمایا کہ وہ جاکر دشمن کی تعداد اور طاقت کا پتہ لائیں اور آپؐ نے انہیں تاکید فرمائی کہ اگر دشمن کی طاقت زیادہ ہو اور مسلمانوں کیلئے خطرہ کی صورت ہو تو واپس آکر مجلس میں اس کا ذکر نہ کریں بلکہ علیحدگی میں اطلاع دیں تاکہ اس سے کسی قسم کی بددلی نہ پھیلے۔ حباب خفیہ خفیہ گئے اور نہایت ہوشیاری سے تھوڑی دیر میں ہی واپس آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سارے حالات عرض کردیئے۔ یہ جمعرات کا دن تھا اور اب لشکر قریش کی آمد کی خبر مدینہ میں پھیل چکی تھی اور عریض پر جو ان کا حملہ ہوا تھا اس کی اطلاع بھی عام ہوچکی تھی اور گو عامتہ الناس کو لشکر کفار کے تفصیلی حالات کا علم نہیں دیا گیا تھا، مگر پھر بھی یہ رات مدینہ میں سخت خوف اور خطرہ کی حالت میں گزری۔ خاص خاص صحابہ نے ساری رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کے اردگرد پہرہ دیا۔ صبح جمعہ کا دن تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جمع کرکے ان سے قریش کے اس حملہ کے متعلق مشورہ مانگا کہ آیا مدینہ میں ہی ٹھہرا جاوے یا باہر نکل کر مقابلہ کیا جاوے۔ اس مشورہ میں عبداللہ بن ابی بن سلول بھی شریک تھا جو دراصل تو منافق تھا، مگر بدر کے بعد بظاہر مسلمان ہوچکا تھا اور یہ پہلا موقع تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مشورہ میں شرکت کی دعوت دی۔ مشورہ سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے حملے اور ان کے خونی ارادوں کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ ’’آج رات میں نے خواب میں ایک گائے دیکھی ہے اور نیز میں نے دیکھا کہ میری تلوار کا سرا ٹوٹ گیا ہے۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ گائے ذبح کی جارہی ہے اور میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط اور محفوظ زرہ کے اندر ڈالا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ بھی مذکور ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ ’’میں نے دیکھا ہے کہ ایک مینڈھا ہے جس کی پیٹھ پر میں سوار ہوں۔ صحابہ نے دریافت کیا یارسول اللہ! آپؐ نے اس خواب کی کیا تعبیر فرمائی ہے؟ آپؐ نے فرمایا ’’گائے کے ذبح ہونے سے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے صحابہ میں سے بعض کا شہید ہونا مراد ہے اور میری تلوار کے کنارے کے ٹوٹنے سے میرے عزیزوں میں سے کسی کی شہادت کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ یا شاید خود مجھے اس مہم میں کوئی تکلیف پہنچے۔ اور زرہ کے اندر ہاتھ ڈالنے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس حملہ کے مقابلہ کیلئے ہمارا مدینہ کے اندر ٹھہرنا زیادہ مناسب ہے۔ اور مینڈھے پر سوار ہونے والے خواب کی آپؐ نے یہ تاویل فرمائی کہ اس سے کفار کے لشکر کا سردار یعنی علمبردار مراد ہے جو انشاء اللہ مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔ اسکے بعد آپؐ نے صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا کہ موجودہ صورت میں کیا کرنا چاہئے۔ بعض اکابر صحابہ نے حالات کے اونچ نیچ کو سوچ کر اور شاید کسی قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب سے بھی متاثر ہوکر یہ رائے دی کہ مدینہ میں ہی ٹھہر کر مقابلہ کرنا مناسب ہے یہی رائے عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین نے دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی رائے کو پسند فرمایا اور کہا کہ بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم مدینہ کے اندر رہ کر ان کا مقابلہ کریں، لیکن اکثر صحابہ نے خصوصاً ان نوجوانوں نے جو بدر کی جنگ میں شامل نہیں ہوئے تھے اور اپنی شہادت سے خدمت دین کا موقع حاصل کرنے کیلئے بے تاب ہورہے تھے بڑے اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ شہر سے باہر نکل کر کھلے میدان میں مقابلہ کرنا چاہئے۔ ان لوگوں نے اس قدر اصرار کے ساتھ اپنی رائے کو پیش کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جوش کو دیکھ کر ان کی بات مان لی اور فیصلہ فرمایا کہ ہم کھلے میدان میں نکل کر کفار کا مقابلہ کریں گے اور پھر جمعہ کی نماز کے بعد آپؐ نے مسلمانوں میں عام تحریک فرمائی کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے اس غزوہ میں شامل ہوکر ثواب حاصل کریں۔ اسکے بعد آپؐ اندرون خانہ تشریف لے گئے جہاں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی مدد سے آپؐ نے عمامہ باندھا اور لباس پہنا اور پھر ہتھیار لگا کر اللہ کا نام لیتے ہوئے باہر تشریف لے آئے۔ لیکن اتنے عرصہ میں حضرت سعد بن معاذ رئیس قبیلہ اوس اور دوسرے اکابر صحابہ کے سمجھانے سے نوجوان پارٹی کو اپنی غلطی محسوس ہونے لگی تھی کہ رسول خدا کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے پر اصرار نہیں کرنا چاہئے تھا اور اب اکثر ان میں سے پشیمانی کی طرف مائل تھے۔

جب ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہتھیار لگائے اور دوہری زرہ اور خود وغیرہ پہنے ہوئے تشریف لاتے دیکھا تو ان کی ندامت اور بھی زیادہ ہوگئی اور انہوں نے قریباً یک زبان ہوکر عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم سے غلطی ہوئی کہ ہم نے آپؐ کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے پر اصرار کیا۔ آپؐ جس طرح مناسب خیال فرماتے ہیں اسی طرح کارروائی فرمائیں۔ انشاء اللہ اسی میں برکت ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا ’’خدا کے نبی کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ ہتھیار لگا کر پھر اسے اتار دے قبل اس کے کہ خدا کوئی فیصلہ کرے۔ پس اب اللہ کا نام لے کر چلو اور اگر تم نے صبر سے کام لیا تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ ہوگی۔ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلامی کے تین جھنڈے تیار کروائے۔ قبیلہ اوس کا جھنڈا اسید بن الحضیر کے سپرد کیا گیا اور قبیلہ خزرج کا جھنڈا حباب بن منذر کے ہاتھ میں دیا گیا اور مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی کو دیا گیا اور پھر مدینہ میں عبداللہ بن ام مکتوم کو امام الصلوٰۃ مقرر کرکے آپؐ صحابہ کی ایک بڑی جماعت کے ہمراہ نماز عصر کے بعد مدینہ سے نکلے۔ قبیلہ اوس اور خزرج کے رؤساء سعد بن معاذ اور سعد بن عبادۃ آپ کی سواری کے سامنے آہستہ آہستہ دوڑتے جاتے تھے اور باقی صحابہ آپؐ کے دائیں اور بائیں اور پیچھے چل رہے تھے۔ اُحد کا پہاڑ مدینہ کے شمال کی طرف قریباً تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسکے نصف میں پہنچ کر اس مقام میں جسے شیخین کہتے ہیں آپؐ نے قیام فرمایا اور لشکر اسلامی کا جائزہ لئے جانے کا حکم دیا۔ کم عمر بچے جو جہاد کے شوق میں ساتھ آگئے تھے واپس کئے گئے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر، اسامہ بن زید، ابوسعید خدری وغیرہ سب واپس کئے گئے۔ رافع بن خدیج انہیں بچوں کے ہم عمر تھے مگر تیراندازی میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ ان کی اس خوبی کی وجہ سے ان کے والد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کی سفارش کی کہ ان کو شریک جہاد ہونے کی اجازت دی جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رافع کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ سپاہیوں کی طرح خوب تن کر کھڑے ہوگئے تاکہ چست اور لمبے نظر آئیں۔ چنانچہ ان کا یہ داؤ چل گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ساتھ چلنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ اس پر ایک اور بچہ سمرۃ بن جندب نامی جسے واپسی کا حکم مل چکا تھا اپنے باپ کے پاس گیا اور کہا کہ اگر رافع کو لیا گیا ہے تو مجھے بھی اجازت ملنی چاہئے کیونکہ میں رافع سے مضبوط ہوں اور اسے کشتی میں گرا لیتا ہوں۔ باپ کو بیٹے کے اس اخلاص پر بہت خوشی ہوئی اور وہ اسے ساتھ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے بیٹے کی خواہش بیان کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا اچھا رافع اور سمرۃ کی کشتی کرواؤ، تاکہ معلوم ہو کہ کون زیادہ مضبوط ہے۔ چنانچہ مقابلہ ہوا اور واقع میں سمرۃ نے پل بھر میں رافع کو اٹھا کر دے مارا۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمرۃ کو بھی ساتھ چلنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اس معصوم بچے کا دل خوش ہوگیا۔ اب چونکہ شام ہوچکی تھی اس لئے بلال نے اذان کہی اور سب صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی اور پھر رات کے واسطے مسلمانوں نے یہیں ڈیرے ڈال دیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے پہرے کیلئے محمد بن مسلمہ کو منتظم مقرر فرمایا جنہوں نے پچاس صحابہ کی جماعت کے ساتھ رات بھر لشکر اسلامی کے اردگرد چکر لگاتے ہوئے پہرہ دیا۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 482 تا 487، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

# سیرت المہدی

## (از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(1227) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں نے اور بھائی فضل محمد صاحب ساکن ہرسیاں (جو مولوی عبد الغفور صاحب مبلغ کے والد ہیں) نے مشورہ کیا کہ قادیان میں دوکان تجارت کھولیں اور حضور علیہ السلام سے مشورہ کرنے کیلئے قادیان آئے۔حضور علیہ السلام غالباً نماز ظہر پڑھ کر اندر تشریف لے جارہے تھے کہ ہم نے سوال کردیا اور اپنی تجویز پیش کردی۔حضور علیہ السلام اس صحن میں کھڑے ہوگئے جو مسجد مبارک کی اندرونی سیڑھیوں سے مسجد کو آویں تو ایک سیڑھی ابھی باقی رہتی تھی کہ ایک دروازہ اندر جانے کو کھلتا تھا اور آگے چھوٹا سا صحن جسے عبور کر کے حضور اندر گھر میں تشریف لے جاتے تھے اور وہاں صحن میں ایک چوبی سیڑھی لگی ہوئی تھی اس کے اوپر کے مکان میں حضرت خلیفہ اولؓ رہا کرتے تھے۔ اس وقت حضرت خلیفہ اولؓ بھی اس چوبی سیڑھی پر چڑھ کر اوپر مکان کو جارہے تھے۔حضور علیہ السلام نے ان کو بھی بلالیا اور فرمایا کہ ’’میاں خیر الدین وغیرہ یہاں دوکان کھولنا چاہتے ہیں۔کیا اعتبار ہے کہ دوکان میں خسارہ ہو یا نفع ہو؟ اچھا اگر خسارہ پڑے گا تو دوکان چھوڑ دیں گے۔یہ فرما کر اندر تشریف لے گئے۔بعدش ہم نے مشورہ کیا کہ ہم کو امید نہیں ہے کہ منافع ہو۔بہتر ہے کہ دوکان کھولنے کا ارادہ ترک کردیں۔ چنانچہ ہم واپس اپنے گھروں کو چلے گئے۔

(1228) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میر عبد الرحمن صاحب رینج افسر بارہ مولا کشمیر نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد خواجہ حبیب اللہ صاحب مرحوم ساکن گاگرن کشمیر نے کہ جب میں 98-1897ء میں قادیان گیا۔تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے کے کچھ عرصہ بعد میں نے حضرت اقدس علیہ السلام سے کشمیر واپس آنے کی اجازت مانگی۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’یہاں ہی ٹھہرو اور قرآن شریف پڑھو۔‘‘ پھر میں کچھ عرصہ اور ٹھہرا۔ اسکے بعد پھر میں نے حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اولؓ کے ذریعہ درخواست کی کہ میرے دولڑکے سری نگر میں مشرکوں کے پاس ہیں اس لئے مجھے اجازت دی جائے کہ میں ان کا کچھ بندوبست کروں۔ چنانچہ مجھے اجازت دی گئی اور پھر تم دونوں بھائیوں کو (عبد القادر وعبد الرحمن) قادیان لے آیا۔فالحمد للہ علیٰ ذالک

(1229) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میر عبد الرحمن صاحب رینج افسر بارہ مولا کشمیر نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میرے والد صاحب پہلے حنفی تھے پھر اہل حدیث ہوئے اس وقت وہ اپنے دوست مولوی محمد حسن صاحب مرحوم ساکن آسنور (والد مولوی عبد الواحد صاحب) کو کہا کرتے تھے کہ ہم لوگ اب بڑے موحد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ممکن ہے کوئی ایسی جماعت اور نکل آئے جو ہم کو بھی مشرک گردانے۔ والد صاحب فرماتے چنانچہ ایسا ہی ہوا کیونکہ ہم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مُردوں (کو زندہ کرنے والے) اور پرندوں کا خالق مانتے ہیں۔لیکن جب میرے کانوں نے یہ شعر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا سنا

ہے وہی اکثر پرندوں کا خدا
اس خدا دانی پہ تیرے مرحبا
مولوی صاحب! یہی توحید ہے
سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے ؟

اس وقت مجھے ہوش آیا اور میں نے تم دونوں بھائیوں کو سری نگر اپنے ماموں کے پاس چھوڑا اور قادیان پیدل چلا گیا۔اور وہاں بیعت سے مشرف ہوا۔فالحمد للہ ثم الحمد للہ علی ذالک

(1230) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں قادیان پہنچا۔حضورؑ گھر میں معہ احباب مہمانان کھانا کھانے کیلئے تیار تھے کہ میں بھی گھر میں داخل ہوا۔ میرے لئے بھی کھانا آگیا۔جب کھانا رکھا گیا تو رکابی پلاؤ کی زائد از حصہ رسدی حضور علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے اٹھا کر میرے آگے رکھ دی۔تمام حاضرین میری طرف دیکھنے لگ گئے۔ میں حضور علیہ السلام کی شفقت بھری نگاہوں سے خدا تعالیٰ کا شکریہ کرتے ہوئے کہتا ہوں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(1231) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جن دنوں پادری مارٹن کلارک امرتسر نے حضورؑ کے خلاف اقدام قتل کا استغاثہ کیا،اول عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر امرتسر سے حضورؑ کے خلاف ورانٹ جاری ہوکر گورداسپور پہنچا لیکن جلد ہی واپس ہوگیا۔ چوہدری رستم علی صاحبؓ ان دنوں گورداسپور میں بعہدہ کورٹ انسپکٹر مقرر تھے۔ انہوں نے منشی عبد العزیز صاحب اوجلوی (پٹواری سیکھوانی) کو اطلاع دی۔ وہ فوراً سیکھواں آئے۔ میں بھی سیکھواں سے شامل ہوا۔ قادیان پہنچ کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں اطلاع کی گئی ۔حضور علیہ السلام نے اندر ہی بلا لیا۔ حاضر خدمت ہوکر خط چوہدری رستم علی صاحب مرحوم والا پیش کردیا۔خط پڑھ کر فرمایا (قریب ہی ایک دریچہ تھا جس کے آگے بیٹھ کر حضور علیہ السلام تحریر کا کام کیا کرتے تھے) اس دریچہ کے باہر سے خواب یا کشف میں معلوم ہوا کہ بجلی آئی ہے لیکن واپس ہوگئی (چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وارنٹ امرتسر سے جاری ہوا پھر حکام کو غلطی خود معلوم ہوگئی اور واپس کرایا گیا) پھر دوبارہ مقدمہ ضلع گورداسپور میں منتقل ہوگیا اور خدا نے عزت کے ساتھ بری کیا۔فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(1232) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ آپ (حضرت صاحب) نماز عموماً دوسرے کی اقتدا میں پڑھتے تھے۔ میں نے اس قدر طویل عرصہ میں دو دفعہ حضور علیہ السلام کی اقتدا میں نماز پڑھی ہے۔

(1) قبل دعویٰ مسجد اقصیٰ میں شام کی نماز۔ایک رکعت میں سورۃ وَالتِّین پڑھی تھی لیکن بہت دھیمی آواز میں جو مقتدی بہ مشکل سن سکے۔

(2) دوسری دفعہ مولوی کرم الدین والے مقدمات میں گورداسپور کو جاتے ہوئے بڑی نہر پر ظہر کی نماز حضور علیہ السلام کی اقتدا میں پڑھی تھی۔

(1233) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ دوران مقدمات مولوی کرم الدین ،مَیں بعض کاموں کی وجہ سے سولہ سترہ روز کے بعد جب قادیان پہنچا ،حضور علیہ السلام دریچہ بیت الفکر سے جو مسجد مبارک میں کھلتا تھا تشریف لائے اور دیکھتے ہی مجھ کو فرمایا کہ ’’بڑی دیر کے بعد آئے۔‘‘ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ حضورؑ کو اپنے خدام کو جلد یا بدیر آمدورفت کے متعلق خیال رہتا تھا۔

(1234) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضورؑ نے ایک جلسہ کیا اور اس کا نام ’’جلسۃ الدعا‘‘ رکھا (یہ جلسہ عیدگاہ قدیمی متصل قبرستان غربی جانب از قادیان کیا تھا) جلسہ مذکورہ میں حضورؑ نے تقریر فرمائی کہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ یاجوج ماجوج کی جنگ ہوگی اور یاجوج ماجوج روس اور انگریز (برطانیہ) دونوں قومیں ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ جب یہ جنگ ہوگی اس وقت ہم زندہ ہوں گے یا نہیں؟ اس لئے میں آج ہی دعا کر چھوڑتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس وقت انگریز قوم کو فتح دے۔آمین۔

(1235) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سیاسی شورش کے متعلق فرمایا کہ ’’ایک وقت آئے گا۔سوائے قادیان کے کہیں امن نہ ہوگا۔‘‘

(1236) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں فضل محمد صاحب دکاندار محلہ دار الفضل نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب پہلی دفعہ میں (بادل ناخواستہ) بیعت کر کے واپس گھر گیا تو میرے دل میں یہی خیال آتا تھا کہ قادیان شریف کو لوگ بڑا بُرا کہتے ہیں اور میں نے تو وہاں اس جگہ سوائے قرآن شریف اور دینی باتوں کے اور کچھ نہیں سنا۔سب لوگ رات دن یاد الٰہی میں مشغول ہیں۔بس میں نے اس خیال کو مدنظر رکھ کر نمازوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا کرنی شروع کی کہ اے میرے پیدا کرنے والے ربّ ! میرے محسن! میں تیرا بندہ ہوں ،گنہگار ہوں ،بے علم ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ تیری رضا کے مطابق کون چلتا ہے؟ اس وقت دنیا میں کسی فرقے میں مجھے نہیں معلوم کہ کون فرقہ راستی پر ہے؟ پس اے میرے پیدا کرنے والے! میں اس وقت اپنے آپ کو تیرے سپرد کرتا ہوں کہ تو مجھے اس راہ پر چلا جس پر تو راضی ہوتا کہ قیامت کے دن مجھے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔اے میرے مولا! جب تو مجھے قیامت کو پوچھے گا تو میں اس وقت بھی یہی عرض کروں گا کہ میرے پیارے اللہ! میں بے علم تھا اور میں نے اپنے آپ کو تیرے حضور رکھ دیا تھا اور بار بار یہی عرض کرتا تھا کہ اے میرے پیارے ! مجھے صحیح رستہ بتا اور اس پر مجھے چلنے کی توفیق بخش۔کئی دن کے بعد بٹالہ میں سودا بزازی وغیرہ خریدنے کیلئے گیا تو میں پہلے اُس دوست محمد اکبر صاحب کے پاس ملاقات کیلئے چلا گیا تو وہاں بھی یہی باتیں شروع ہوگئیں۔انہوں نے ذکر کیا کہ کل ایک سیٹھ صاحب مدراس سے تشریف لائے ہیں اور قادیان شریف گئے ہیں۔ چنانچہ ایسی ایسی باتوں پر میرے دل میں ایسا جوش پیدا ہوا کہ میں نے اس دوست یعنی محمد اکبر صاحب کو کہا کہ اس روز آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر بیعت والوں میں شامل ہونے کیلئے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر رکھ دیا تھا اور میرا دل نہیں چاہتا تھا۔آج مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے دل میں جوش پیدا ہوا ہے اور اب میں اسی جگہ سے قادیان شریف جاتا ہوں اور سچے دل سے توبہ کر کے بیعت میں داخل ہوتا ہوں۔اس پر میرے اس دوست نے نہایت خوشی کا اظہار کیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر میرے ہمراہ قادیان پہنچے اور جب میں بیعت کر کے گھر میں پہنچا تو میری بیوی نے پوچھا کہ آپ سودا لینے گئے تھے اور اب خالی آرہے ہیں تو میرے دل میں وہی خیال گذرا کہ شاید ناراض نہ ہوجاویں۔مگر میں نے اس کو سچ سچ کہہ دیا کہ میں قادیان شریف جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر آیا ہوں۔اس پر انہوں نے کچھ نہ کہا۔

(1237) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ملک غلام محمد صاحب لاہور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میرے والد ملک بسو صاحب کے ایک دوست سید محمد علی شاہ صاحب قادیان کے رہنے والے تھے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہم جولی اور بچپن کے دوست تھے۔ان کی بھتیجی کا رشتہ ان کے بھانجے شاہ چراغ کے ساتھ ہوا اور اس کی شادی پر میں قادیان گیا تھا۔اس وقت میری عمر تقریباً اٹھارہ سال کی تھی۔شاہ صاحب نے مجھ کو قریباً ایک ہفتہ وہاں رکھا۔اُن دنوں حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اولؓ مسجد اقصیٰ میں عصر کے بعد قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے۔ شاہ صاحب کے حسب ہدایت میں درس سننے جایا کرتا تھا۔ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام صبح کے وقت سیر کو جایا کرتے تھے۔حضور علیہ السلام کے ساتھ بہت سے آدمیوں کا ایک ہجوم بھی ہوا کرتا تھا۔ میں بھی حضور علیہ السلام کے ساتھ سیر کو کبھی کبھی جایا کرتا تھا۔مسجد مبارک ان دنوں چھوٹی سی ہوا کرتی تھی اور حضورؑ مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں شہ نشین پر بیٹھا کرتے تھے اور اکثر مذہبی باتیں اور دینی مسائل کے متعلق گفتگو ہوا کرتی تھی۔سیر میں بھی حضور علیہ السلام چلتے چلتے تقریر فرمایا کرتے تھے۔

(سیرۃ المہدی،جلد 2،حصہ چہارم،مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

# سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی (اگست، ستمبر 2023ء)

خلیفہ کے خطاب میں سے سب سے ضروری بات مجھے یہ لگی ہے کہ خلیفہ نے بہت زور اس بات پر دیا کہ امن کو قائم کرنے کیلئے ہم سب کو جدو جہد کرنی چاہیے
مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں کس طرح سے بیان کروں کہ خلیفہ کا اثر مجھ پر کتنا اچھا اور گہرا ہوا ہے (ایک عرب غیر احمدی خاتون آلسّار حسّانی صاحبہ)

خلیفہ کا خطاب بہت اچھا تھا کیونکہ آپ کا خطاب ضرورتِ زمانہ کے مطابق تھا
اور ان مسائل کے بارہ میں تھا جو آج ہمیں درپیش ہیں اور آپ کے خطاب میں ان کا حل بھی موجود ہے (ایک مہمان اَیروِن وِیلنڈ صاحب)

خلیفہ میں ایک خاص اور قوی کشش ہے اور آپ کو دیکھ کر فوراً یہ احساس ہوجاتا ہے کہ آپ ایک بہت خاص شخصیت ہیں،
گو میں آپ کی جماعت کا حصہ نہیں ہوں مگر خلیفہ سے ملنا میرے لئے بھی باعث فخر ہے (ایک مہمان ڈاکٹر پیٹر زَار صاحب نائب ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریٹر)

خلیفہ نے عورتوں کے حقوق کے بارہ میں جو تعلیم بیان فرمائی ہے اس سے مَیں حیران ہو گیا ہوں
کیونکہ جو تصور مجھے اس بارہ میں پہلے تھا یہ اس سے بالکل الٹ تھا (ایک مہمان گلاؤس یور گنس صاحب)

خلیفہ ایک ایسی شخصیت محسوس ہوتے ہیں جو زمانہ کی ضرورت کی پہچان اور انسانوں کی اصل ضرورت کی گہری سمجھ بوجھ رکھتے ہیں، مَیں سمجھتا ہوں کہ
خلیفہ جیسی شخصیات کیلئے یہ ممکن ہے کہ وہ لوگوں، مذاہب اور قوموں کے درمیان تعلقات کو قائم کریں اور دنیا کو بہتر کریں (ایک مہمان بین ڈکٹ پاؤلووِچ صاحب مقام میئر)

مَیں سمجھتا ہوں کہ خلیفہ اس ملک کیلئے بھی اور سب دُنیا کیلئے بھی زمین کو ایسے ہموار کر رہے ہیں
تاکہ ہر قسم کے لوگ آپس میں امن کے ساتھ رہ سکیں (ایک مہمان وِنزک صاحب نمائندہ چرچ)

خلیفہ سے ایک بہت خاص کیفیت ظاہر ہوتی ہے اور مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا ہے، آپ کے خطاب کے تمام الفاظ میرے دل میں نقش ہو گئے (ایک مہمان خاتون)

خلیفہ کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا ہوں، مَیں خلیفہ کی اس بات سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ
ہم سب جنگوں جیسی آفات کے خود ذمہ دار ہیں، خلیفہ کا خطاب پُر معارف اور پُر حکمت تھا (ایک غیر از جماعت مہمان)

آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ آپ کا ایک امام ہے جو آپ کو بھٹکنے سے محفوظ رکھتا ہے اور آپ کی ہر ہفتے راہنمائی فرماتا ہے (ایک مہمان اُووے صاحب)

آپ کے امام کے خطاب نے میرے بہت سے سوالات حل کر دیے ہیں، خدا بہتر جانتا ہے کہ
انہوں نے اتنے کم الفاظ میں اپنا مؤقف کس طرح پیش کر لیا ممکن ہے کہ یہ مقدس لوگوں کا ایک خاص وصف ہو (ایک مہمان ہنٹل من فرِیڈ صاحب)

## مسجد ناصر Waiblingen جرمنی کی افتتاحی تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب سننے کے بعد غیر از جماعت مہمانان کرام کے ایمان افروز تاثرات

رپورٹ : مکرم عبدالماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، یو.کے

### (5؍ستمبر 2023ء بروز منگل) بقیہ حصہ
### مہمانوں کے تاثرات

آج کی اس تقریب میں شامل ہونے والے بہت سے مہمان اپنے جذبات اور تاثرات کا اظہار کیے بغیر نہ رہ سکے۔ یہاں بعض مہمانوں کے تاثرات پیش کیے جاتے ہیں۔

ایک خاتون مہمان آلِسّار حسّانی (Alissar Hassani) جن کا تعلق عرب ممالک سے ہے نے حضورِ انور کے خطاب کے اختتام پر بے اختیار عربی میں کہا 'تکلّم عن وصایا الرسول ﷺ' یعنی خلیفہ نے تمام وہ باتیں بیان فرمائی ہیں جن کی وصیت نبی کریم ﷺ نے فرمائی تھی۔ اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ خلیفہ کے خطاب سے میں بہت متاثر ہوئی ہوں کیونکہ خلیفہ نے صرف وہی باتیں بیان فرمائی ہیں جو نبی کریم ﷺ نے بھی بیان فرمائی تھیں۔ میرے لیے تو ایک ہی اسلام ہے۔ مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہئے اور آج یہاں احمدیوں کے درمیان مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ مزید لوگ اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آشنا ہوں۔

خلیفہ کے خطاب میں سے سب سے ضروری بات مجھے یہ لگی ہے کہ خلیفہ نے بہت زور اس بات پر دیا کہ امن کو قائم کرنے کیلئے ہم سب کو جدو جہد کرنی چاہئے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں کس طرح سے بیان کروں کہ خلیفہ کا اثر مجھ پر کتنا اچھا اور گہرا ہوا ہے۔

ایک مہمان اَیروِن وِیلنڈ (Ervin Wieland) نے کہا کہ اسلام احمدیت سے میرا ذرا بھی تعلق نہیں تھا مگر یہاں آ کے مجھے بہت اچھا لگا ہے۔ آج میرا اسلام کے بارہ میں تصور مکمل طور پر بدل گیا ہے۔ خلیفہ کا خطاب بہت اچھا تھا کیونکہ آپ کا خطاب ضرورتِ زمانہ کے مطابق تھا اور ان مسائل کے بارہ میں تھا جو آج ہمیں درپیش ہیں اور آپ کے خطاب میں ان کا حل بھی موجود ہے۔ خلیفہ کے خطاب میں سے سب سے اہم چیز مجھے یہ لگی ہے کہ ہم سب کو اکٹھے مل جل کر رہنا چاہئے۔ مجھے یہ جان کر خوشی ہے کہ آپ عورتوں کو بھی ہر کام میں شامل کرتے ہیں اور مسجد میں بھی عورتوں کیلئے جگہ ہے کیونکہ مجھے لگتا تھا کہ آپ عورتوں کو ہر طرح سے خارج رکھتے ہیں۔ خلیفہ ایک غیر جانبدارانہ شخصیت ہیں جو سیدھی اور سچی بات کرتے ہیں۔

ایک مہمان ڈاکٹر پیٹر زَار (Dr. Peter Zaar) جو کہ Vice District Administrator ہیں اور سٹیج پر خطاب بھی کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ خلیفہ کا خطاب مجھے بہت پسند آیا ہے۔ خلیفہ میں ایک خاص اور قوی کشش ہے اور آپ کو دیکھ کر فوراً یہ احساس ہو جاتا ہے کہ آپ ایک بہت خاص شخصیت ہیں۔ گو میں آپ کی جماعت کا حصہ نہیں ہوں مگر خلیفہ سے ملنا میرے لیے بھی باعث فخر ہے۔ خلیفہ تمام لوگوں سے تعلقات کو بہت عمدگی سے قائم رکھنے والے وجود ہیں اور اس بات کا اندازہ مجھے اس لیے بھی ہوا ہے کہ خلیفہ نے اپنے خطاب میں اپنے سے پہلے مقررین کی باتوں کو اپنے خطاب میں شامل فرمایا ہے۔ خلیفہ نے آسان اور عمدہ زبان استعمال فرمائی جس کی وجہ سے آپ کی باتوں کو سمجھنا بھی آسان تھا۔ پہلی دفعہ مجھے مسلمانوں کی مجلس میں ان کی تمام باتوں اور تعلیمات کی سمجھ آئی ہے۔

ایک مہمان کارل بی (Karl B) جو کہ

پروٹسٹنٹ پادری ہیں انہوں نے کہا کہ مجھے آج سے پہلے جماعت کا تعارف نہیں تھا مگر آج سے میرا جماعت کے ساتھ تعلق شروع ہوتا ہے۔خلیفہ سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔خلیفہ کا خطاب بھی مجھے بہت پسند آیا ہے کیونکہ اس میں مضامین کی وسعت بہت تھی اور خلیفہ نے اپنے خطاب میں اپنے سے قبل مقررین کی باتوں کو شامل کر کے ان کی بھی عزت افزائی فرمائی۔یہ بات مجھے بہت اچھی لگی ہے۔خلیفہ کا خطاب ہم عیسائیوں کیلئے بھی ضروری ہے کیونکہ اس کے ذریعہ معاملات کے نئے زاویے کھلتے ہیں۔حالانکہ میں ایک عیسائی ہوں پھر بھی خلیفہ کے خطاب میں تعظیم محسوس ہوئی۔مجھے عورتوں کے حقوق والی بات اچھی لگی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اس تعلیم پر عمل بھی کیا جارہا ہوگا۔

ایک خاتون مہمان پیترا ہیفنا (Petra Häffner) جو کہ صوبائی پارلیمنٹ کی ممبر ہیں اور سٹیج پر خطاب بھی کیا تھا۔انہوں نے کہا کہ خلیفہ سے ملنا ایک بہت ہی خاص تجربہ ہے اور ایسا اعزاز روز نصیب نہیں ہوتا۔میں اس بات سے حیران ہوئی ہوں کہ آپ کی آمد پہ آپ کی کشش سے ہال بھر گیا تھا۔لیکن اس سے بھی زیادہ میں خلیفہ کے خطاب سے متاثر ہوئی ہوں۔اگر خلیفہ کے خطاب پر صحیح طرح عمل کیا جائے تو دنیا بھر میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

جب خلیفہ نے خطاب فرمایا تو میرے پاس لکھنے کیلئے صرف اپنی تقریر کا کاغذ تھا تو میں نے اس پر ہی خلیفہ کے خطاب میں سے کچھ فقرے لکھ لیے اب میں سمجھتی ہوں کہ وہ اتنے زبردست ہیں کہ ان کو بڑا کر کے شائع کرنا چاہئے۔مثلاً آپ نے قرآن کی تعلیم بیان فرمائی کہ یہ رنگ و نسل اور قومیں صرف پہچان کیلئے بنائی گئی ہیں یا وہ حدیث جو خلیفہ نے بیان فرمائی ہے کہ تین بیٹیوں کو اچھی تعلیم دینے والا باپ جنت میں داخل ہوگا۔میں سمجھتی ہوں کہ ان سب باتوں کی اشاعت اور تبلیغ دنیا بھر میں کی جانی چاہئے اور ہر مذہب کی بنیاد ایسی باتیں ہی ہونی چاہئیں۔مجھے آپ کے خطاب میں سے یہ بات بھی بہت پسند آئی کہ ہم امن صرف تب ہی قائم کر سکیں گے اگر ہم مل کر اس کیلئے کوشش بھی کریں گے۔ورنہ امن قائم نہیں ہوگا۔

ایک مہمان کرسٹیان برگ من (Christian Bergman) جو کہ ایک سوشل ورکر ہیں، انہوں نے کہا کہ میں خلیفہ کی شخصیت اور خطاب سے بہت متاثر ہوا ہوں۔آپ کا خطاب لمبا نہیں تھا اور آپ نے ہمارے بارہ میں نہیں بلکہ ہم سے خطاب فرمایا ہے۔خلیفہ بہت open ہیں اور انہوں نے اپنے خطاب میں اپنے سے قبل مقررین اور دیگر مذاہب کی باتوں کو بھی شامل فرمایا ہے۔اس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔بحیثیت سوشل ورکر ہونے کے میرے لیے یہ بات بہت حیران کن اور عمدہ بات تھی کہ اسلام نے ہمسائیگی کو چالیس گھرانوں پر وسعت دی ہے۔خلیفہ کو میں ذاتی طور پر نہیں جانتا نہ میں آپ سے پہلے ملا ہوں مگر آپ سے مل کر یہ لگتا ہے کہ آپ ایک ایسی شخصیت ہیں جن سے انسان زندگی کے مختلف امور پر بات کر سکتا ہے اور بہت کچھ سیکھ سکتا ہے اور یہ بہت اچھی بات ہے۔

ایک مہمان جو کہ چرچ کے نمائندہ تھے انہوں نے کہا کہ مجھے یہاں کسی سے بھی تعارف نہ تھا اور میں بس یونہی اس مجلس میں شامل ہوا تھا کہ دیکھتے ہیں یہ کیسی مجلس ہوگی۔اب میں خلیفہ کے خطاب سے بہت متاثر ہو گیا ہوں اور مجھے آپ کی بیان فرمودہ باتیں بہت پسند آئی ہیں۔مجھے یہ بات خاص طور پر پسند آئی ہے کہ خلیفہ نے بار بار حصول تعلیم پر زور دیا اور عورتوں میں بھی اس کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے۔یہ پیغام میں اب عیسائیوں کو بھی دیا کروں گا۔مجھے یہ بات بھی بہت پسند آئی ہے کہ خلیفہ نے اپنے ماننے والوں کو بھی نصیحت فرمائی ہے کہ آپس میں مل کر رہنا ہے اور ایسے رہنا ہے کہ جرمنی میں مزید یکجہتی پیدا ہو۔بحیثیت چرچ کا نمائندہ میں ان تمام باتوں سے متفق ہوں جو خلیفہ نے اپنے خطاب میں بیان فرمائی ہیں۔

ایک خاتون مہمان کتیہ میولر (Katja Müller) جو کہ ایک مقامی سیاستدان ہیں، انہوں نے کہا کہ مجھے بہت خوشی ہے کہ مجھے بھی مدعو کیا گیا اور خلیفہ سے ملنے کا اعزاز دیا گیا ہے۔خلیفہ کے خطاب سے میں بہت متاثر ہوئی ہوں۔خلیفہ نے جماعت کی جو تعلیمات اپنے خطاب میں بیان فرمائی ہیں میں سمجھتی ہوں ان سب کو ایک نمائش کی شکل میں شائع کرنا چاہئے۔خلیفہ کے خطاب میں سے مجھے خاص طور پر یہ بات پسند آئی ہے کہ ہم سب کو انفرادی طور پر اور قومی طور پر بھی امن اور سلامتی کے ساتھ اکٹھے رہنا چاہئے۔اسی طرح خلیفہ نے جو عورتوں کے حقوق کے بارہ میں بیان فرمایا ہے وہ بھی مجھے بہت اچھا لگا ہے۔

ایک مہمان کلاؤس یورگنس (Klaus Jurgens) نے کہا کہ خلیفہ کے خطاب کا مجھ پر اور میری اہلیہ پر بہت گہرا اثر پڑا ہے کیونکہ خلیفہ کی باتوں میں ایک تازگی محسوس ہوئی ہے۔میں خلیفہ کے طرزِ خطاب سے بھی بہت متاثر ہوا ہوں کیونکہ آپ نے اپنے سے پہلے مقررین کی باتوں کو صرف سنا ہی نہیں بلکہ ان کی باتوں کو اتنے کم وقت میں اپنے خطاب کا بھی حصہ بنا لیا۔اس سے خلیفہ کی متاثرانہ دانائی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔مجھے یہ بات بھی پسند آئی ہے کہ خلیفہ نے ضروری اور اہم امور کو صرف بیان نہیں فرمایا بلکہ لوگوں کو ان باتوں پر عمل کرنے کی طرف بھی بلایا ہے۔خلیفہ نے عورتوں کے حقوق کے بارہ میں جو تعلیم بیان فرمائی ہے اس سے میں حیران ہو گیا ہوں کیونکہ جو تصور مجھے اس بارہ میں پہلے تھا یہ اس سے بالکل الٹ تھا۔خلیفہ کے خطاب میں سے مجھے خاص طور پر یہ بات پسند آئی ہے کہ آپس میں اچھے تعلقات قائم کرنے چاہئیں اور ایک دوسرے سے عزت سے پیش آنا چاہئے۔یہ امور میرے لیے ذاتی طور پر بھی بہت اہمیت رکھتے ہیں۔مجھے یہ بات بھی بہت اچھی لگی ہے کہ خلیفہ نے اس بات کی بھی وضاحت فرمادی کہ یہ سب نیک اخلاق کسی انسان کی ایجاد نہیں بلکہ مذہب کے ذریعہ انسان نے سیکھے ہیں۔

ایک مہمان بینڈکٹ پاؤلو وِچ (Benedikt Paulowitsch) جو کہ مقامی میئر ہیں اور انہوں نے سٹیج پر تقریر کی تھی۔انہوں نے کہا کہ خلیفہ کا تشریف لانا میرے لیے ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔خلیفہ ایک ایسی شخصیت محسوس ہوتے ہیں جو زمانہ کی ضرورت کی پہچان اور انسانوں کی اصل ضرورت کی گہری سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔خاص طور پر محتاج لوگوں کی۔میں سمجھتا ہوں کہ خلیفہ جیسی شخصیات کیلئے یہ ممکن ہے کہ وہ لوگوں، مذاہب اور قوموں کے درمیان تعلقات کو قائم کریں اور دنیا کو بہتر کریں۔مجھے یہ بات اچھی لگی ہے کہ خلیفہ نے عورتوں کی تعلیم پر بھی بات کی اور اس کی ضرورت کو بھی بیان فرمایا ہے۔یہ صرف مسلمانوں کیلئے ہی نہیں بلکہ عیسائیوں کیلئے بھی بہت اہم پیغام ہے۔خلیفہ کو جب میں نے دیکھا تو دل میں ایک احترام اور عزت پیدا ہوئی مگر جب آپ سے گفتگو کرنے کا موقع ملا تو پتا چلا کہ آپ خوش دل بھی ہیں اور مزاح بھی پسند کرتے ہیں اور آپ سے گفتگو کا موقع میرے لیے بہت ہی خوبصورت تھا۔ایک طرف خلیفہ روحانیت میں بہت اعلیٰ درجہ پر ہیں مگر دوسری طرف آپ ہمدرد اور خوش اخلاق بھی ہیں۔اس لیے آپ سے ملنا میرے لیے بہت خاص اور نایاب موقع تھا۔

ایک مہمان وَنزِک (Wanzeck) جو کہ چرچ کے نمائندہ تھے، انہوں نے کہا کہ خلیفہ کا خطاب بہت دلچسپ تھا اور خلیفہ کے الفاظ سے نئی اور اچھی امید پیدا ہوتی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس ملک کیلئے بھی اور سب دنیا کیلئے بھی زمین کو ایسے ہموار کر رہے ہیں تا کہ ہر قسم کے لوگ آپس میں امن کے ساتھ رہ سکیں۔اس لیے خلیفہ کا خطاب میرے لیے ایک اچھا پیغام اور good news ہے۔خلیفہ کا خطاب امید کا پیغام اپنے ساتھ لایا ہے۔خلیفہ ایک باوقار شخصیت ہیں۔آپ کی تشریف آوری پر ہال کا ماحول مکمل طور پر بدل گیا۔مجھے یہ بات اچھی لگی ہے کہ آپ نے تیار شدہ خطاب نہیں پڑھا بلکہ ضرورتِ حال کے مطابق خطاب فرمایا۔

ایک مہمان خاتون نے کہا کہ خلیفہ سے ایک بہت خاص کیفیت ظاہر ہوتی ہے اور مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا ہے۔آپ کے خطاب کے تمام الفاظ میرے دل میں نقش ہو گئے۔

ایک مہمان ماؤریتسیو تری غی لیا (Maurizio Trigilia) نے کہا کہ خلیفہ سے ایک امن اور سکون کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔آپ ایک بہت open انسان ہیں اور میں آپ کے وجود سے بہت متاثر ہوں۔آپ کے ذریعہ سے میری اسلام کی جو تصویر ہے کافی بہتر ہوگئی ہے۔

ایک خاتون مہمان نے کہا کہ میں اتفاق سے آج آ گئی تھی مگر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ میں آئی ہوں۔خلیفہ کا وجود نہایت دلچسپ ہے اور مجھے بہت پسند آیا ہے کہ آپ نے ہر شخص کا نام لے کر اس کا شکریہ ادا کیا۔میں آپ کی جماعت سے ضرور رابطہ میں رہوں گی۔

ایک مہمان نے کہا کہ میں خلیفہ کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا ہوں۔میں خلیفہ کی اس بات سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ ہم سب جنگوں جیسی آفات کے خود ذمہ دار ہیں۔خلیفہ کا خطاب پُر معارف اور پرحکمت تھا۔

ایک مہمان اُووے (Uwe) نے کہا کہ خلیفہ ہر ہفتے خطبات کے ذریعہ سے نصائح فرماتے ہیں۔آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ آپ کا ایک امام ہے جو آپ کو بھٹکنے سے محفوظ رکھتا ہے اور آپ کی ہر ہفتے راہنمائی فرماتا ہے۔ہم امام نہ ہونے کی وجہ سے منتشر ہیں۔اس تقریب میں ایک پُرسکون فضا تھی اور تمام کارکنان کے چہروں پر مسکراہٹ تھی اور وہ خوش اسلوبی سے پیش آرہے تھے۔

ایک مہمان نے کہا کہ آپ کے امام کا خطاب جامع تھا۔آنحضور ﷺ کی بیان کردہ حدیث تین بیٹیوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کرنے کے متعلق مجھے بہت پسند آئی کیونکہ میری اپنی بھی تین بیٹیاں ہیں۔

ایک مہمان ہنڈیؤس (Handios) جو کہ پروٹسٹنٹ ہیں، نے کہا کہ مجھے بہت اچھا لگا کہ مسلمانوں کی طرف سے ہی ایک طبقہ نے بعض اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالی۔یہ مسلمان فرقوں کیلئے نہایت ضروری ہے کہ وہ ہم جیسوں کو بتائیں کہ اسلام میں شدت پسندی نہیں ہے بلکہ اسلام اچھی اور عظیم تعلیمات پیش کرتا ہے۔

ایک مہمان بَنٹل مَن فرِیڈ (Bantel Manfred) نے کہا کہ خلیفہ کا اندازِ بیان بہت ہی اچھا ہے۔آپ کے خلیفہ خاموش طبع معلوم ہوتے ہیں۔آپ کے امام کے خطاب نے میرے بہت سے سوالات حل کر دیے ہیں۔خدا بہتر جانتا ہے کہ انہوں نے اتنے کم الفاظ میں اپنا موقف کس طرح پیش کر لیا۔ممکن ہے کہ یہ مقدس لوگوں کا ایک خاص وصف ہو۔

ایک خاتون مہمان آئس نِش دورتھی (Eisnish Dorothee) جو کہ ایک پادری ہیں نے کہا کہ آپ کے خلیفہ کا بہت ہی اعلیٰ خطاب تھا۔مجھے خطاب سن کر بہت لطف آیا مگر افسوس اس بات کا ہے کہ بہت کم مسلمان ہیں جو اس طرح اپنے دین کو پیش کرتے ہیں۔میں امید کرتی ہوں کہ پریس نے بھی اس پیغام کو سنا ہوگا تا کہ اسلام کی یہ اعلیٰ تعلیم عام عوام تک بھی پہنچے۔

......☆......☆......☆......

**مورخہ 6 ستمبر 2023ء بروز بدھ**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 5 بجکر 50 منٹ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، رپورٹس اور خطوط ملاحظہ فرمائے اور ہدایات سے نوازا اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

## فیملی ملاقاتیں اور ملاقات کرنے والے احباب کے ایمان افروز تاثرات

پروگرام کے مطابق سوا 11 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج پروگرام کے مطابق 41 فیملیز کے 139 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان سبھی فیملیز اور احباب نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

آج ملاقات کرنے والوں میں جرمنی کی دو جماعتوں 'بیت السبوح Nord' اور Dietzenbach کے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک بینن، بورکینا فاسو، غانا، مالی (Mali)، سینیگال، ترکی، انڈیا، ٹوگو، چاڈ، گیمبیا، آئیوری کوسٹ، شارجہ اور پاکستان سے آنے والی فیملیز اور احباب شامل تھے۔

ان ملاقات کرنے والوں میں بہت سی فیملیز اور احباب ایسے تھے جو اپنی زندگیوں میں پہلی بار اپنے آقا سے شرف ملاقات پا رہے تھے اور اپنے آقا کے دیدار سے فیضیاب ہو رہے تھے۔

☆ ملاقات کرنے والوں میں ایک نوجوان ہود احمد ساحل صاحب بورکینا فاسو سے آئے تھے۔ اُن کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ میرا تو جسم کانپ رہا تھا۔ آواز ہی نہیں نکل رہی تھی۔ ملاقات کے بعد دل کو بہت تسلّی ہوئی۔ حضور انور نے میری پڑھائی کی بابت دریافت فرمایا اور مجھے قلم عطا فرمایا۔

☆ سینیگال سے آنے والے مجیب الرحمٰن صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہماری زندگی کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ پاکستان سے ملاقات کیلئے آنے کا تو ہم تصوّر بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں افریقہ لے گیا اور پھر وہاں سے ملاقات کیلئے آنا ممکن ہوا ہے۔ ہمارے لیے جذبات کا بیان تو ممکن نہیں ہے۔ بہت ہی روحانی ماحول تھا۔ میرے اور میری اہلیہ کے پورے خاندان نے حضور انور کی خدمت میں سلام اور دعا کی درخواست بھجوائی تھی اس طرح وہ سب بھی اس ملاقات میں شامل ہو گئے۔

☆ بینن سے آنے والے احمد علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ ان کی زندگی کی پہلی ملاقات تھی۔ ہم MTA پر جب حضور انور کو دیکھتے ہیں تو وہ اصل کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ اتنا نور ہے کہ اس کیفیت کا اظہار ممکن نہیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت میرے بیٹے کی آمین بھی کروائی۔

☆ پاکستان سے آنے والے ایک دوست مظفر احمد چیمہ صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج میری زندگی کی پہلی ملاقات تھی۔ مجھ سے تو بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔ نور ہی نور تھا۔ چہرہ مبارک دیکھنے کو دل ترستا تھا۔ آج حضور کو قریب سے دیکھ کر دل مطمئن ہو گیا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت قلم عطا فرمایا اور شہد تبرک کر کے عنایت فرمایا۔

☆ بورکینا فاسو سے آنے والے ایک نوجوان مرزا ایقان احمد طاہر صاحب نے بیان کیا کہ آج کی ملاقات ایک عظیم روحانی تجربہ تھا جو بیان سے باہر ہے۔ اندر جاتے ہی میری کیفیت بدل گئی تھی۔ حضور انور نے مجھے ازراہ شفقت قلم عطا فرمایا۔ میں میڈیکل کا طالبعلم ہوں۔ حضور انور نے میری راہنمائی فرمائی کہ جس فیلڈ میں زیادہ دلچسپی ہے اس میں سپیشلائزیشن کر لوں۔ حضور انور نے مجھے بے شمار دعاؤں سے نوازا۔

☆ بینن سے آنے والے ایک نوجوان ابرار الحق صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب جلسہ پر حضور انور کو دیکھا تو بہت خوشی ہوئی۔ مگر زیادہ قریب سے نہیں دیکھ پایا۔ اب آج قریب سے دیکھ کر دل کو بہت سکون ملا ہے۔ حضور انور نے میری پڑھائی کی بابت دریافت فرمایا اور مجھے دعاؤں سے نوازا۔

☆ رضوان کوثر صاحب جو کہ غانا سے آئے تھے بیان کرتے ہیں کہ یہ ان کی اور فیملی کی پہلی ملاقات تھی۔ ان کی آنکھوں میں آنسو تھے کہنے لگے کہ MTA پر دیکھنے اور اصل میں دیکھنے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ بہت حسین اور پُرنور چہرہ ہے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت انگوٹھیاں تبرک کر کے عنایت فرمائیں۔ میں نے ایک جائے نماز بھی تبرک کروایا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بیٹی کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھا اور بے شمار دعاؤں سے نوازا۔

☆ عبدالسلام صاحب جرمنی کی جماعت گروس گیراؤ (Gross Gerau) سے اپنی پوری فیملی کے ساتھ آئے تھے۔ موصوف ماسٹر عبدالقدوس صاحب شہید کے بیٹے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ملاقات کا احوال الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے ایک انسان بہت پیاسا ہو اور وہ اچانک سامنے چشمہ کو دیکھ لے۔ میری ہمشیرہ کی شادی ہے اس کیلئے اور اس کے میاں کیلئے حضور انور نے ازراہ شفقت انگوٹھیاں تبرک کر کے عطا فرمائیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت مجھے بھی اور میری اہلیہ کیلئے بھی انگوٹھیاں تبرک کر کے عطا فرمائیں۔ حضور انور نے بہت شفقت فرمائی۔ بہت پیار دیا اور اپنا بہت سا قیمتی وقت عنایت فرمایا۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دوپہر 2 بجے تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور نے تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

## فیملی ملاقاتیں اور ملاقات کرنے والے احباب کے ایمان افروز تاثرات

پروگرام کے مطابق 6 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں 40 فیملیز کے 133 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ملاقات کرنے والی یہ فیملیز اور احباب جرمنی کی مختلف 28 جماعتوں سے آئے تھے۔ ان میں سے بعض بڑے طویل سفر طے کر کے پہنچے تھے۔ جماعت Renningen سے آنے والے 200 کلومیٹر، Trier سے آنے والے 201 کلومیٹر، Stuttgart سے آنے والے 215 کلومیٹر اور جماعت Bochum سے آنے والے 225 کلومیٹر کا سفر طے کر کے پہنچے تھے جبکہ Muhlheim سے آنے والے 244 کلومیٹر، Herford سے آنے والے 311 کلومیٹر اور Dresden سے آنے والے احباب اور فیملیز 448 کلومیٹر کا لمبا سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کیلئے پہنچی تھیں۔

ملاقات کرنے والے ان سبھی احباب اور فیملیز نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

آج شام کے اس سیشن میں بھی ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مل رہے تھے۔

☆ گجرات پاکستان سے آنے والے ایک دوست عدنان احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور کو دیکھ کر ایمان کی حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ انسان سب کچھ بھول جاتا ہے۔ بس خدا کا وجود نظر آنے لگتا ہے۔

ہمارا گھر جرمنی میں مسجد سے دور تھا۔ میری اہلیہ کی بہت خواہش تھی کہ ہمارا گھر مسجد کے پاس ہو تو حضور انور کی آمد کی برکت سے ہمیں یہاں اپنے گاؤں میں مسجد کیلئے جگہ مل گئی ہے۔ الحمد للہ۔ اب ہمیں مسجد کیلئے زیادہ دور نہیں جانا پڑے گا۔

☆ ایک دوست مبارک احمد صاحب جن کا تعلق جماعت آفن باخ سے ہے انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضور انور کا چہرہ بہت روشن تھا۔ ہمیں بہت سکون ملا۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ حضور انور کو دیکھ کر ایسا سکون ملا کہ ساری تھکاوٹ دور ہو گئی۔

☆ فیصل آباد پاکستان سے آنے والے ایک دوست محمد ہارون صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے جذبات کا اظہار نہیں کر سکتا۔ ٹی وی میں حضور کو دیکھتے تھے اور سوچتے تھے کہ کاش ہمیں بھی کبھی ملاقات نصیب ہوگی۔ آج ہمیں یہ سعادت نصیب ہوئی ہے۔ فیصل آباد میں مَیں کپڑے کا کاروبار کرتا تھا۔ حضور انور نے فرمایا: میں یہاں بھی کپڑے کا کاروبار شروع کروں۔ اب ان شاء اللہ یہی کام کروں گا۔

☆ ایک نوجوان نعیم احمد صاحب جن کا تعلق ٹھٹھہ جوئیہ ضلع سرگودھا سے ہے بیان کرتے ہیں کہ جذبات پر کنٹرول نہیں تھا۔ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا ہو رہا ہے۔ جو باتیں کرنی تھیں وہ ہم بھول گئے۔ خلیفہ وقت کا جو وجود ملاقات میں نظر آتا ہے وہ TV دکھا ہی نہیں سکتا۔

☆ ایک نوجوان اشعر ساجد صاحب جن کا تعلق پاکستان میں ناصر آباد سے ہے بیان کرتے ہیں کہ میرے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔ حضور نے ہم سے بہت ساری باتیں کیں۔ حضور نے ہماری بیٹی کو پیار دیا۔

☆ محمد قیصر صاحب جو ربوہ سے جرمنی آئے تھے بیان کرتے ہیں کہ یہ ہماری پہلی ملاقات تھی۔ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جو اس کیفیت کو بیان کر سکیں۔ ہم اپنے والدین کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہمیں اس جماعت پر قائم رکھا۔ یقین نہیں آ رہا کہ ہماری ملاقات ہو گئی ہے میرا بڑا بیٹا بولتا نہیں ہے۔ میں نے حضور انور سے دعا کی درخواست کی تو حضور نے فرمایا کہ ''یہ اب بولے گا'' ان شاء اللہ۔ اب ہمیں یقین ہے کہ حضور انور کی دعا سے یہ اب بولنے لگے گا۔ ان شاء اللہ

☆ پاکستان سے آنے والے ایک نوجوان محمد دانش طاہر صاحب کی زندگی کی یہ پہلی ملاقات تھی۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

سچی توبہ کرو اور خدا تعالیٰ کو سچائی اور وفاداری سے راضی کرو

(ماخوذ از ملفوظات، جلد 3، صفحہ 191)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی بھرپور کوشش کرو

(ماخوذ از ملفوظات، جلد 1، صفحہ 265)

طالبِ دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

کہنے لگے کہ میں بہت EXCITED تھا، بہت نروس تھا۔ حضور انور کا چہرہ دیکھ کر مجھے بہت سکون ملا۔

☆ راجہ عتیق احمد صاحب جو ایک سال قبل ربوہ سے جرمنی آئے تھے بیان کرتے ہیں کہ میری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے آج یہ پہلی ملاقات تھی حضور انور نے بہت پیار دیا اور بہت شفقت فرمائی اور میری اہلیہ کو انگوٹھی تبرک کر کے دی۔ ہم بہت خوش قسمت ہیں اور بہت خوش ہیں۔ ربوہ پاکستان سے تعلق رکھنے والے ایک دوست سلیم احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ آج یہ ہماری پہلی ملاقات تھی اور ایک ناقابل یقین تجربہ تھا۔ جب چھوٹے بیٹے نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو اس نے بتایا کہ مجھے ایسا لگا جیسے چاند زمین پر آ گیا ہو۔ حضور انور نے بہت شفقت فرمائی اور ہمیں تحفے عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام شام سوا 8 بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور کچھ دیر کیلئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

9 بجے حضور انور نے تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

......☆......☆......☆......

**مورخہ 7 ستمبر 2023ء بروز جمعرات**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 5 بجکر 50 منٹ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، رپورٹس اور خطوط ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔ حضور انور کی مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

**تقریب رخصتانہ**

پروگرام کے مطابق شام 5 بجکر 50 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد سے ملحقہ ہال میں تشریف لے آئے جہاں عزیزہ عطیۃ القدوس صاحبہ بنت مکرم ماسٹر عبدالقدوس صاحب شہید کی تقریب رخصتانہ تھی۔

ماسٹر عبد القدوس صاحب آف ربوہ، پولیس اہلکاروں کے ہاتھوں شدید اذیّت اور ٹارچر برداشت کرتے ہوئے 30 مارچ 2012ء کو اپنے خدا کے حضور حاضر ہو گئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے 6 اپریل 2012ء کے خطبہ جمعہ میں شہید مرحوم کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''اس عزم اور ہمت کے پیکر نے جان دے دی مگر جھوٹی گواہی نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو بھی شرک کے برابر قرار دیا ہے۔ پس اس عظیم شہید نے ہمیں جہاں بہت سے سبق دیئے وہاں یہ سبق بھی دیا جو جماعت احمدیہ کے قیام کی بنیادی غرض ہے کہ توحید کے قیام کیلئے اپنی جان کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرنی کیونکہ جھوٹ بھی شرک کے برابر ہے اور ہمارے سے شرک نہیں ہو سکتا۔ شہید مرحوم نے اپنے عہدِ بیعت کو بھی نبھایا اور خوب نبھایا۔ شہید مرحوم اگر اذیت کی وجہ سے پولیس کی من پسند سٹیٹمنٹ دے دیتے جیسا کہ وہ بتاتے رہے ہیں تو اس کے نتائج جماعت کیلئے مجموعی طور پر بھی بہت خطرناک ہو سکتے تھے......

پس اے قدوس! ہم تجھے سلام کرتے ہیں کہ تُو نے اپنے آپ کو انتہائی اذیت میں ڈالنا تو گوارا کر لیا لیکن جماعت کی عزت پر حرف نہیں آنے دیا۔ تُو نے اپنی جان دے کر جماعت کو ایک بہت بڑے فتنے سے بچا لیا۔ پس ماسٹر عبدالقدوس ایک عام شہید نہیں ہیں بلکہ شہداء میں بھی ان کا بڑا مقام ہے۔ اس عارضی دنیا سے تو ایک دن سب نے رخصت ہونا ہے، لیکن خوش قسمت ہیں ماسٹر عبدالقدوس صاحب جن کو خدا تعالیٰ نے زندہ کہا ہے۔ اور وہ ایسے رزق کے پانے والے بن گئے ہیں جو دنیاوی رزقوں سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ جس جماعت اور جس مقصد کی خاطر انہوں نے قربانی دی ہے اُس کے بارے میں حقیقی خوشخبریوں کا پتہ تو انہیں اُس جہان میں جا کر چلا ہو گا۔ لیکن شہید مرحوم ہمیں جو سبق دے گئے ہیں ہمیں اُسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ پس جیسے بھی حالات گزر جائیں اللہ تعالیٰ کا دامن نہ چھوڑنا۔ یہ سبق انہوں نے دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس طرح بیان فرمایا ہے کہ دنیا والے تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اگر اللہ تعالیٰ سے تمہارا مضبوط تعلق ہے۔''

تقریب رخصتانہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم ظافر احمد صاحب نے کی۔ اس کے بعد حفاظت احمد نوید صاحب مبلغ گیمبیا نے نظم پیش کی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خواتین کے ہال میں تشریف لے گئے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بچی کو پیار دیا اور اِس موقع پر فیملی ممبرز نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

**فیملی ملاقات اور**
**ملاقات کرنے والوں کے ایمان افروز تاثرات**

بعد ازاں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے۔ جہاں فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں 38 فیملیز کے 130 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کی جماعتوں

| | |
|---|---|
| Kaiserslautern | Mainz |
| Babenhausen | Olpe |
| Erfurt Montabauer | Koblenz |
| Russelsheim | Florstadt |
| Rudesheim | Viersen |
| Wurzburg | Karlsruhe |
| Eich-Worms Friedberg | Langen |
| Marburg | Speyer |

کے علاوہ پاکستان اور کینیڈا سے بھی آئی تھیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

آج شام کے اس سیشن میں بھی ملاقات کرنے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی تھی جو اپنی زندگی میں پہلی بار شرف ملاقات سے فیضیاب ہو رہی تھی۔ آج کا دن ان کیلئے انتہائی بابرکت دن تھا۔ ان خوش نصیب لوگوں نے جہاں اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا وہاں ہر ایک ان بابرکت لمحات سے بے انتہا برکتیں سمیٹتے ہوئے باہر آیا۔ بیماروں نے اپنی صحت یابی کیلئے دعائیں حاصل کیں۔ مختلف پریشانیوں، تکلیفوں اور مسائل میں گھرے ہوئے لوگوں نے اپنی تکالیف دور ہونے کیلئے دعا کی درخواستیں کیں اور تسکین قلب پا کر مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ باہر نکلے۔ طلباء اور طالبات نے اپنی تعلیم اور امتحانات میں کامیابی کے حصول کیلئے اپنے آقا سے دعائیں حاصل کیں۔ غرض ہر ایک نے اپنے آقا کی دعاؤں سے حصّہ پایا۔ اپنی مراد پائی۔ راحت وسکون اور اطمینان قلب حاصل ہوا۔

☆ ایک بزرگ احمد خان صاحب جن کا تعلق گولیکی ضلع گجرات سے ہے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ میری حضور انور سے پہلی ملاقات تھی۔ آج میں بہت خوش ہوں اور میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش آج پوری ہو گئی ہے۔

☆ ایک دوست ثمر سلطان صاحب نے بیان کیا کہ فیملی کے ساتھ یہ میری پہلی ملاقات تھی۔ میں خوشی میں رات بھر سو نہ سکا۔ دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر گیا۔ اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔ ہمیں ایک ایسا وجود عطا ہوا ہے جو ہر وقت ہمارے لیے دعائیں کرتا ہے۔

☆ منڈی بہاؤالدین پاکستان سے آنے والے ایک دوست نے بتایا کہ میری عمر ساٹھ سال ہے اور میں اپنی زندگی میں پہلی دفعہ ملاقات کر رہا تھا۔ آج میں بہت خوش قسمت انسان ہوں۔ مجھے روحانی طور پر نئی زندگی ملی ہے۔ میرا پاکستان سے آنے کا کوئی پروگرام نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اس سعادت کے حصول کیلئے ہمیں خود یہاں لے آیا ہے۔

☆ شاہ محمود سعادت صاحب جن کا تعلق ملک افغانستان سے ہے بیان کرتے ہیں کہ یہ میری زندگی کی حضور انور کے ساتھ پہلی ملاقات تھی۔ حضور انور کو دیکھ کر سب کچھ بھول گیا۔ جو کہنا چاہتا تھا کچھ نہ کہہ سکا۔ حضور کے چہرہ مبارک پر بہت نور تھا۔ حضور نے خود ہی سارے سوالات کیے اور ازراہ شفقت تبرک بھی عنایت فرمایا۔

☆ خیر پور سندھ (پاکستان) سے آنے والے ایک دوست انیق احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ فیملی کے ساتھ پہلی ملاقات تھی۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے جنت میں آ گیا ہوں۔ یہ ملاقات ہمارا ایک خواب تھا۔ آج اللہ تعالیٰ نے ہمارا خواب پورا کر دیا ہے۔

☆ وزیر آباد (پاکستان) سے آنے والے ایک دوست نعمان احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور انور کو دیکھ کر سب کچھ بھول گیا۔ میں روحانی طور پر زندہ ہوا ہوں۔ میں اس تجربہ کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ میرے جذبات میرا ساتھ نہیں دے رہے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت مجھے رومال تبرک عطا فرمایا۔

☆ ایک نوجوان دوست وجاہت احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ سارا ماحول ہی روحانی تھا۔ سارا کمرہ ہی نور سے بھرا ہوا تھا۔ بے اختیار میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضور نے میرے بیٹے کے سَر پر پیار دیا۔ میرا سارا وجود ہل گیا ہے۔ میرا جسم کانپ رہا ہے۔ میں نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور نے جو توبہ، استغفار پر خطبہ دیا ہے اس سے میری روحانیت میں بہت ترقی ہوئی ہے۔

☆ ایک دوست خالد طارق صاحب کی اپنی فیملی کے ساتھ حضور انور کے ساتھ یہ پہلی ملاقات تھی۔

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

مومنین کیلئے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ اپنی اطاعت کے معیار کو بڑھائیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 مئی 2019)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دارالرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

دنیاوی خواہشات کے شرک سے بچنے کی بھی ضرورت ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 مئی 2019)

طالب دعا: پی۔ایس عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

خالد طارق صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب میں حضور کے پاس تھا تو ایسے لگا جیسے میں جنّت میں ہوں۔ اِس دنیا میں نہیں ہوں۔ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں اس کیفیت کو بیان کرسکوں۔ ان کی کیفیت بہت جذباتی تھی اور آنکھوں میں آنسو رواں تھے۔

☆ سیالکوٹ سے آنے والے ایک نوجوان مبین احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ میری پہلی ملاقات تھی اس کا ایک علیحدہ ہی اثر تھا سارا ماحول ہی نورانی ہو گیا تھا۔ بہت ساری باتیں جو سوچ کر آیا تھا بھول گیا۔ حضور انور نے بیٹے کے سَر پر پیار دیا۔ حضور انور نے فرمایا اپنی فیملی اور دین کو زیادہ وقت دینے کی کوشش کروں۔

☆ پریم کوٹ ضلع حافظ آباد سے آنے والے ایک دوست مبشر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں آج بہت خوش ہوں۔ ان کی اہلیہ ساتھ تھیں۔ اہلیہ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں تھے اور ان سے بات کرنی مشکل ہو رہی تھی۔

☆ ایک دوست عمران سعید صاحب اسلام آباد پاکستان سے آئے تھے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ملاقات کیلئے بہت دعائیں کی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں قبول فرمائیں اور آج ہمیں ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور انور کا چہرہ مبارک اتنا نورانی ہے کہ اس پر نظر ٹھہرتی ہی نہیں تھی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت رومال تبرک کرکے دیا۔

☆ لاہور سے آنے والے ایک دوست حماد احمد خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ ملاقات کے وقت جذبات الگ سے ہوتے ہیں جن کا بیان الفاظ میں ممکن نہیں ہے۔ خلیفہ وقت کی ایک نظر آپ کو امر کر سکتی ہے۔ اللہ کرے کہ ہر احمدی حضور انور سے ملاقات کر سکے۔

☆ ایک نوجوان اسامہ احمد خان جن کا تعلق سیالکوٹ (پاکستان) سے ہے ڈیڑھ سال قبل جرمنی آئے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ یہ میری پہلی ملاقات تھی۔ آج میری زندگی کا مقصد پورا ہو گیا۔ میں نے حضور انور کو اتنے قریب سے دیکھ لیا۔ کہنے لگے کہ یہ کیفیت بیان کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ ان کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے۔

☆ ربوہ سے آنے والے ایک دوست سفیر احمد صاحب کہنے لگے کہ آج میری مراد پوری ہو گئی۔ میری زندگی کا مقصد پورا ہو گیا اب مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔ میرا جماعت سے پیار مزید بڑھ گیا ہے۔ حضور انور کا کمرہ نور سے بھرا ہوا تھا۔ حضور انور کے چہرہ مبارک پر ایسا نور تھا کہ میں نظر اٹھا ہی نہیں سکا۔ جو باتیں کرنی تھیں وہ سب بھول گیا۔

☆ سیالکوٹ سے تعلق رکھنے والے ایک دوست زبیر محمود صاحب بیان کرتے ہیں کہ آج ہماری فیملی کے ساتھ پہلی ملاقات تھی۔ ہم نے بہت دعائیں کی تھیں۔ بظاہر ملاقات کا کوئی امکان نہ تھا۔ اگرچہ درخواست بہت دیر سے دی تھی لیکن آج ہم نے قبولیت دعا کا عظیم الشان نشان دیکھ لیا ہے۔ میں نے راتوں کو رو رو کر دعائیں کی تھیں کہ بظاہر ملاقات کا تو کوئی چانس نہیں ہے لیکن ہماری ملاقات ہو جائے۔ ان کی اہلیہ کی بھی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور ان سے چلنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے کل رات خواب میں دیکھا کہ جیسے ایک نور کی لہر آئی ہے۔ آج ملاقات سے یہ خواب پوری ہو گئی۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام سوا 8 بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں 9 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز مغرب و عشا جمع کرکے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

......☆......☆......☆......


## صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ادارہ میں خدمت کے خواہشمند احباب متوجہ ہوں

### شرائط برائے اسامی درجہ دوم

(1) امیدوار کی عمر 25 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو (2) امیدوار کی تعلیمی قابلیت کم از کم 10+2 45% فیصد نمبرات کے ساتھ ہونی چاہئے (3) امیدوار اردو/ انگریزی کمپوزنگ جانتا ہو اور رفتار 25 الفاظ فی منٹ ہو (4) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا (5) نصاب امتحان کمیشن برائے کارکنان درجہ دوم درج ذیل ہے۔ پرچہ کے ہر جز میں کامیاب ہونا لازمی ہے

**جز اوّل** ☆ قرآن کریم ناظرہ مکمل، پہلا پارہ باترجمہ ☆ چالیس جواہر پارے، ارکان اسلام، نماز مکمل باترجمہ **(30 نمبرات) جز دوم** ☆ کشتی نوح، برکات الدعا، دینی معلومات ☆ مضمون بابت عقائد جماعت احمدیہ ☆ نظم از درّثمین (شان اسلام) **(20 نمبرات) جز سوم** ☆ انگریزی بمطابق معیار انٹرمیڈیٹ (10+2) **(20 نمبرات) جز چہارم** ☆ حساب بمطابق معیار میٹرک (دفتری امپرسٹ سے متعلق سوالات) **(20 نمبرات) جز پنجم** ☆ معلومات عامّہ (G.K) **(10 نمبرات)**

(6) تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے امیدواران کا ہی انٹرویو ہوگا (7) تحریری امتحان، کمپیوٹر ٹیسٹ و انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے (8) سلیکشن کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔ بعد میں رہائش کے تعلق سے موصول ہونے والی درخواست پر کوئی کاروائی نہیں ہوگی (9) سفر خرچ قادیان آمد و رفت امیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے

**(نوٹ: تحریری امتحان و انٹرویو کی تاریخ سے امیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا)**

## صدر انجمن احمدیہ، انجمن تحریک جدید، انجمن وقف جدید قادیان کے ادارہ جات میں بطور مالی/ باورچی/ نانبائی/ کیئرٹیکر/ چوکیدار/ خدمت کے خواہشمند متوجہ ہوں

### شرائط برائے اسامی گریڈ درجہ چہارم

(1) امیدوار کی عمر 40 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو (2) امیدوار کی تعلیم کی کوئی شرط نہیں ہے تاہم پڑھے لکھے اُمیدوار کو ترجیح دی جائے گی (3) برتھ سرٹفکیٹ پیش کرنا ضروری ہوگا (4) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا (5) وہی اُمیدوار خدمت کیلئے لئے جائیں گے جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کے انٹرویو میں کامیاب ہونگے (6) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہونگے (7) سلیکشن کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا (8) سفر خرچ قادیان آمد و رفت امیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔ **(نوٹ: انٹرویو کی تاریخ سے امیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا)**

**مزید معلومات کیلئے رابطہ کریں**

**نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان (پن کوڈ-143516)**

موبائل: 09682587713, 09682627592 دفتر: 01872-501130

E-mail: diwan@qadian.in


## نظارت نشر و اشاعت قادیان کی طرف سے گزشتہ ماہ شائع ہونے والی کتاب

### قاعدہ یسرنا القرآن

**مصنف: صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب رضی اللہ عنہ**

قاعدہ یسرنا القرآن مشہور و معروف قاعدہ ہے، جو 1904ء سے رائج ہے۔ اس قاعدہ کے ذریعہ بچہ نہایت آسانی سے جلد قرآن شریف پڑھنا سیکھ لیتا ہے۔ اس قاعدہ میں قرآن شریف پڑھنے کے تمام قواعد درج ہیں۔ مصنف نے اس کی تصنیف کے ساتھ ایسی طرز کتابت ایجاد کی ہے اور حروف اور اعراب کو اس طریق سے لکھا ہے کہ قاعدہ پڑھنے والے کو غلطی نہ لگے۔ نئی ٹیکنالوجی کے سبب اب اسے کمپوز کر کے خوبصورت ٹائٹل اور دیدہ زیب لکھائی کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اِک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا ✿ قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار

کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا مُعتقد ✿ لیکن اب دیکھو کہ چرچا کِس قدر ہے ہر کنار

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

نورِ دل جاتا رہا اک رسم دیں کی رہ گئی ✿ پھر بھی کہتے ہیں کہ کوئی مصلح دیں کیا بکار

راگ وہ گاتے ہیں جس کو آسماں گاتا نہیں ✿ وہ ارادے ہیں کہ جو ہیں برخلافِ شہریار

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)


اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا ✿ اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

HUSSAIN CONSTRUCTIONS & REAL ESTATE

(SINCE 1964) ﴿ہمارا عزم صاف ستھرا کاروبار﴾

✿ قادیان دارالامان میں گھر، فلیٹس اور بلڈنگ کی عمدہ اور مناسب قیمت پر تعمیر کیلئے رابطہ کریں، اسی طرح قادیان دارالامان میں مناسب قیمت پر بنے بنائے نئے اور پرانے مکان/فلیٹس اور زمین کی خرید اور renovation کیلئے رابطہ کریں۔

(PROP: TAHIR AHMAD ASIF)

contact no. : 87279-41071, 83603-14884, 75298-44681

e mail : hussainconstructionsqadian@gmail.com

HUSSAIN CONSTRUCTIONS & REAL ESTATE

# حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس اطفال الاحمدیہ نائیجیریا کی آن لائن ملاقات اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زرّیں نصائح

**مَیں یہ بات ایک لمبے عرصے سے کہہ رہا ہوں کہ آپ آن لائن گیموں میں مشغول نہ ہوں جو آپ کو گمراہی کے راستے پر ڈال سکتی ہیں اور سیدھے راستے سے ہٹا سکتی ہیں**

**احمدی مسلمانوں کو ایسی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے جو لوگوں کو سائبر کرائم کی طرف لے جاتی ہیں**

**احمدیوں کو کسی سے بھی خوف زدہ نہیں ہونا چاہئے، اگر آپ اپنے اسکول کے ماحول کو بہتر کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو بہادر بننا ہوگا**

**اللہ تعالیٰ نے جو (بھی احکام) فرمائے ہیں، ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں**

**پانچ وقت کی نماز ادا کرو اور اگر ممکن ہو تو باجماعت اور مستقل مزاجی سے ادا کرو اور پوری توجہ سے ادا کرو، ساری توجہ اسی پر مرکوز کریں جو (نماز میں) پڑھ رہے ہیں**

**روزانہ تلاوت قرآن کریم کریں اور جو حصہ پڑھیں اس میں توجہ اس بات پر رکھیں کہ ہمیں کیا حکم دیا جا رہا ہے**

**اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں، دوسروں کو اچھی باتیں بتانے کی کوشش کریں**

**اپنی پڑھائی پر زور دیں کیونکہ تعلیم بھی ایسی چیز ہے جو فرض ہے اور ہر متقی شخص کو اس فرض کو بھی پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے**

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 8؍جنوری 2022ء کو ممبران مجلس اطفال الاحمدیہ نائیجیریا کے ساتھ آن لائن ملاقات فرمائی۔ حضور انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ 40 سے زائد ممبران مجلس اطفال الاحمدیہ نے اجوکورو، لیگوس نائیجیریا سے آن لائن شرکت کی۔

اس ملاقات کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد ممبران مجلس اطفال الاحمدیہ کو حضور انور سے سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

**ایک طفل نے سوال پوچھا کہ جب سکول میں کسی کو تنگ کیا جائے اور اس کو دھمکی دی جائے کہ وہ اپنے والدین کو یہ بات نہ بتائے ورنہ اسے اور مار پیٹ کا نشانہ بنایا جائے گا تو اسے کیا کرنا چاہئے؟**

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو کسی سے بھی ڈرنا نہیں چاہئے۔ آپ کو اپنے والدین اور اساتذہ کو بھی مطلع کرنا چاہئے۔ آپ متعلقہ افراد کو بھی یہ بتا سکتے ہیں کہ فلاں شخص نے دھمکی دی ہے کہ اگر میں نے اس کے متعلق کسی کو مطلع کیا تو وہ مجھے اَور تنگ کرے گا اور مجھے اَور مار پیٹ کا نشانہ بنائے گا۔ تو احمدیوں کو کسی سے بھی خوف زدہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر آپ اپنے سکول کے ماحول کو بہتر کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو بہادر بننا ہوگا۔

**ایک اور طفل نے سوال کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شادی سے قبل ذریعہ معاش کیا تھا؟**

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے والد صاحب نے آپ کو تعلیم دینے کیلئے تین اساتذہ مقرر فرمائے تھے۔ اور پھر جب انہوں نے وہ تعلیم مکمل کی تو پھر ان کے والد صاحب نے ان کیلئے حکومتی ادارہ یعنی عدالت میں نوکری کا انتظام فرمایا۔ اس کیلئے آپ سیالکوٹ میں رہتے تھے۔ تو آپ وہاں عدالت میں نوکری کرتے تھے اور یہ ان کی آمدنی کا ذریعہ تھا۔ لیکن اس وقت بھی جب وہ سیالکوٹ میں نوکری کر رہے تھے تو وہ ہمیشہ عیسائی پادریوں کے ساتھ بحث مباحثہ کرتے۔ کئی عیسائی پادری ہیں جن کے ساتھ آپ نے مباحثے کیے۔ تو اپنی ابتدائی نوجوانی ہی میں آپ علیہ السلام تبلیغ کرتے اور عیسائی احباب سے بحث مباحثے کرتے۔ آپ اُس وقت بھی اسلام کے عظیم علم بردار تھے اور آپ اپنی نوکری سے بھی آمدنی کماتے تھے۔ آپ کے والد صاحب بڑے امیر شخص تھے جو اس علاقے کے زمین دار تھے۔ جب آپ کے والد صاحب کا وصال ہوا تو آپ نے ان کی جائیداد سے بطور وراثت حصہ پایا اور بعد میں اپنے بھائیوں کی وراثت سے بھی حصہ پایا۔ آپ کی جو بھی آمدنی تھی آپ اسے ان لوگوں کی مہمان نوازی میں خرچ کرتے جو آپ سے آکر ملا کرتے۔ آپ کی دو بیویاں تھیں۔ آپ کی پہلی شادی نوجوانی کی عمر میں اور اپنے والد صاحب کی زندگی میں ہوئی جن سے آپ کے دو بیٹے ہوئے۔ پھر بعد میں آپ نے دوسری شادی کی جن سے کئی بچے پیدا ہوئے۔ ان میں سے پانچ بچوں نے لمبی زندگیاں پائیں۔ اس وقت آپ کی آمدنی کا ذریعہ آپ کی جائیداد تھی جو انہوں نے وراثتاً اپنے والدین اور بھائیوں سے پائی۔

**ایک طفل نے سوال کیا کہ وہ کس طرح متقی بن سکتا ہے؟**

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو (بھی احکام) فرمائے ہیں، ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ قرآن کریم میں ہمیں بہت سے احکامات دیے گئے ہیں اور چند بنیادی چیزیں ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم ان (احکامات) پر عمل کرو گے تو متقی بنو گے۔ پانچ وقت کی نماز ادا کرو اور اگر ممکن ہو تو باجماعت اور مستقل مزاجی سے ادا کرو اور پوری توجہ سے ادا کرو۔ ساری توجہ اسی پر مرکوز کریں جو (نماز میں) پڑھ رہے ہیں۔ پھر روزانہ تلاوت قرآن کریم کریں اور جو حصہ پڑھیں اس میں توجہ اس بات پر رکھیں کہ ہمیں کیا حکم دیا جا رہا ہے اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ دوسروں کو اچھی باتیں بتانے کی کوشش کریں۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ اپنی پڑھائی پر زور دیں کیونکہ تعلیم بھی ایسی چیز ہے جو فرض ہے اور ہر متقی شخص کو اس فرض کو بھی پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اپنی پڑھائی مکمل کرنے کے بعد آپ احمدیہ مسلم جماعت کیلئے ایک مفید سرمایہ بن سکتے ہیں اور اپنے ملک کیلئے بھی۔ تو یہ سب چیزیں مل کر آپ کو متقی بناتی ہیں۔

**ایک طفل نے سوال کیا کہ کون سی دلیل سب سے طاقتور ہے جسے ہم اپنے غیر احمدی دوستوں کو یہ باور کروانے کیلئے استعمال کر سکتے ہیں کہ امام مہدی کی آمد ہو چکی ہے؟**

حضور انور نے فرمایا کہ دیکھیں، بہت سے غیر احمدی یا دوسرے مسلمان یہ ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح اور مہدی کی آمد ہوگی اور وہ یہ مانتے ہیں کہ وہی مسیح یعنی عیسیٰ آسمان سے دوبارہ اتریں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی بھی شخص دائمی زندگی نہیں گزار سکتا اور جب انسان اپنی زندگی جیتا ہے تو اس نے اپنی زندگی اس دنیا میں ختم بھی کرنی ہوتی ہے۔ ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اور وہ ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے، ہر نبی سے زیادہ محبوب تھے۔ تو اللہ تعالیٰ تمام انبیاء میں سے سب سے زیادہ محبت آپ سے کرتا تھا۔ تو اگر یہ ممکن ہوتا کہ خدا تعالیٰ کسی کو (جسم عنصری کے ساتھ) آسمان میں لے جاتا تو وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے نہ کہ حضرت عیسیٰ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود سورۃ الجمعہ کی آیت وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ آخری زمانے میں انہی کی مانند لوگوں میں ایک شخص ظاہر ہوگا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے دریافت کیا کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ اور وہ شخص کون ہوگا جو آخری زمانہ میں اس دنیا میں ظاہر ہوگا؟ جب صحابہ نے یہ سوال تین دفعہ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر رکھ کر فرمایا کہ سلمان فارسی کی نسل میں سے کوئی شخص آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص عرب نہیں ہوگا۔ مہدی اور مسیح ان کی نسل میں سے ظاہر ہوگا۔ اسکے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسیح موعود دعویٰ کریں گے کہ وہ مسیح موعود اور مہدی ہیں تو آسمانی نشان ظاہر ہوگا اور وہ آسمانی نشان سورج اور چاند کا رمضان میں مخصوص تاریخوں اور دنوں میں گرہن لگنا ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نشان پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی چاند اور سورج گرہن کی، ان ایام میں 1894ء میں پوری ہوئی۔ جب مسیح موعود ہونے کا دعویدار پہلے ہی وہاں موجود تھا۔ زمین کے مشرقی اور مغربی حصہ میں۔ اور یہ اخبارات میں محفوظ ہے کہ یہ ہوا تھا چنانچہ یہ امور ہیں جو واقع ہو چکے ہیں۔ اور کوئی اور مسیح موعود ہونے کا دعویدار نہیں ہے۔ عیسیٰ آسمان سے نازل نہیں ہوئے ہیں۔ چنانچہ صرف ایک دعویدار ہے۔ پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں اور اللہ تعالیٰ پوری کر رہا ہے۔

چنانچہ یہ امور ہیں جو ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائیں کہ مسیح موعود جنہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے آچکے ہیں اور آپ ہی سچے دعویدار ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ بھی فرمایا تھا کہ مسیح موعود اور مہدی چودھویں صدی میں ظاہر ہوں گے۔ اب چودھویں صدی بھی گزر چکی ہے۔ صرف ایک وجود ہے جو دعویدار ہے اور ہم کہتے ہیں کہ آپ کی جماعت دن بدن ترقی کر رہی ہے چنانچہ یہ ظاہر ہے کہ آپ ہی حقیقی وجود ہیں اور وقت بھی گزر چکا ہے اور اب کوئی اور وجود نہیں آئے گا۔ چنانچہ آپ صرف ان سے بحث کر سکتے ہیں لیکن وہ جو سخت ہیں، وہ کسی بات کو ماننا نہیں چاہتے وہ بہت ضدی ہیں۔ آپ انہیں زبردستی نہیں منوا سکتے۔ لیکن بہت سے دلائل ہیں۔ آپ جماعت کا لٹریچر پڑھ سکتے ہیں وہاں آپ مزید دلائل دیکھیں گے۔ آسمانی نشان ہیں اور دنیاوی نشان بھی ہیں۔ ان میں سے بہت سے پورے ہو چکے ہیں۔

**ایک اَور طفل نے سوال کیا کہ سائبر کرائم نائیجیریا میں نوجوانوں کو اثر انداز کر رہا ہے۔**

حضور انور نے فرمایا کہ جب نوجوان لوگ بہت زیادہ آن لائن گیموں میں مشغول ہوں گے تو یہ انہیں اس اندھیرے راستے پر ڈال دیں گے جو آن لائن جرائم اور برائیوں کا راستہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں یہ بات ایک لمبے عرصے سے کہہ رہا ہوں کہ آپ آن لائن گیموں میں مشغول نہ ہوں جو آپ کو گمراہی کے راستے پر ڈال سکتی ہیں اور سیدھے راستے سے ہٹا سکتی ہیں۔ جو لوگ اس طرح کی گیمیں آن لائن بنا رہے ہیں وہ دراصل لوگوں کی زندگی کو تباہ کر رہے ہیں اور نوجوان لوگ ایسی آن لائن گیموں کے عادی بنتے جا رہے ہیں۔ اور جیسے جیسے وقت آگے بڑھتا جاتا ہے تو وہ بعض دوسری بری چیزوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ اس لیے احمدی مسلمانوں کو ایسی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے جو لوگوں کو سائبر کرائم کی طرف لے جاتی ہیں۔ اس لیے ایسی چیزوں سے پرہیز کرنے کی کوشش کریں تا کہ محفوظ رہ سکیں۔ انٹرنیٹ پر صرف اچھے پروگرام دیکھنے کی کوشش کریں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 25؍جنوری 2022ء)

......☆......☆......☆......

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ اوّل

دوسرے جانداروں پر حکومت کرنے والے کئی ہیں۔ مگر یہ سوچتے سوچتے مجھے خورس بادشاہ کا خیال آیا جس نے میری رائے بدل دی اور مَیں نے کہا کہ انسانوں پر حکومت کرنی مشکل نہیں ۔ مَیں نے دیکھا کہ بعض ایسے لوگ تھے جنہوں نے خوشی سے سائرس کی ماتحتی اختیار کی حالانکہ بعض ان میں سے ایسے تھے جواس سے دو مہینے کی راہ پر بعض چار مہینے کی راہ پر تھے۔ بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے کبھی اُسے دیکھا ہی نہ تھا اور ایسے بھی تھے جنہیں اُسے دیکھنے کی توفیق بھی نہ ہو سکتی تھی۔“

پھر لکھا ہے ”اس نے لوگوں کے دل میں ایک پُرزور خواہش پیدا کردی تھی کہ وہ اُسے خوش رکھیں اور کہ وہ ہمیشہ ان پر حکومت کرتا رہا ہے اس نے اتنی قوموں پر حکومت کی کہ ان کی تعداد کا شمار مشکل ہے مشرق سے مغرب تک اس کی حکومت پھیلی ہوئی تھی۔“

پھر اسی کتاب میں موجودزمانہ کے مؤرخین کی رائے کا یہ خلاصہ لکھا ہے ”اگر بڑائی انصاف کیلئے لڑنے بلکہ اس کیلئے جان دینے کیلئے تیار رہنے کا نام ہے تو وہ (یعنی خورس) بڑا بادشاہ تھا۔“

پھر لکھا ہے ”وہ محض اپنی ذات کیلئے کچھ نہ کرتا تھا۔ وہ ایسا تھا کہ جب میڈیا کی حکومت، بابل کی حکومت اور مصر والوں نے اتفاق کرکے اس پر حملہ کیا تو اس نے محض دفاع کی خاطر تلوار اٹھائی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ رحم مجسم تھا۔ اس کی ڈھال پر ناجائز خون کا قطرہ نہ گرا تھا۔ نہ بھیانک انتقام یا ظلم سے اُس نے ہاتھ رنگے۔ اس نے مقدونیہ والے بادشاہ کی طرح کبھی شہر نہیں جلائے۔ اس نے دیگر بادشاہوں کی طرح مغلوب بادشاہوں کے ہاتھ پاؤں نہیں توڑے اس نے یہودی بادشاہوں کی طرح کبھی دیواروں پر ان کو نہیں گھسیٹا نہ اُس نے رومیوں کی طرح مغلوب بادشاہوں کو پھانسی دی۔ نہ اُس نے یونانیوں کے پاگل خدا اسکندر کی طرح خونریزی کی۔ وہ بے شک ایشیائی تھا مگر وہ ایسے لوگوں میں سے تھا جو اپنے زمانہ سے بہت پہلے پیدا ہو جاتے ہیں۔“

وہ دوسرے انسانوں سے بہت نرم دل تھا۔ وہ اپنی قوم کے رواج اور دستور سے بہت آگے نکلا ہوا تھا انسانی نسل کی انتہائی ترقی جو آئندہ ہونے والی تھی اس پر وہ قائم تھا۔ اس نے اپنی زبردست حکومت کی بنیاد اس پر رکھی تھی کہ ملکوں کو فتح کرکے ان کے درجہ کو بڑھایا جائے اور مفتوحوں کو مساوی حقوق دیئے جائیں۔ ٹائر کا وہ شہر جس نے نبوکدنضر اور سکندر کے آگے بڑے بڑے محاصروں کے بعد اپنے آپ کو سپرد کیا اس شہر نے اس کے جاتے ہی اپنی مرضی سے اپنے دروازے کھول دیئے۔“

پھر لکھا ہے کہ ”سب سے بڑھ کر وہ چھوٹی قوم جو یہودی کہلاتی ہے اس نے بابل کے دریا پر اس کا اس طرح استقبال کیا کہ کسی فانی انسان کا استقبال اس نے اس جوش سے کبھی نہیں کیا۔“

پھر لکھا ہے ”وہ اپنے زمانہ کی پیداوار نہ تھا بلکہ اس نے زمانہ کو پیدا کیا اور وہ اس کا باپ تھا۔ وہ تاریخ انسانی میں ایک منفرد اور بے مثل بادشاہ تھا۔“

(تفسیر کبیر، جلد4، صفحہ 496، مطبوعہ 2010 قادیان)

......☆......☆......☆......

# رشی نگر جماعت سے موصولہ تین ایمان افروز روایات

(محمد حمید کوثر، انچارج شعبہ تاریخ احمدیت قادیان)

محترم خورشید احمد صاحب گنائی امیر جماعت احمدیہ رشی نگر و ممبران مجلس عاملہ ریشی نگر نے درج ذیل تین روایات اپنی تصدیق کے ساتھ شعبہ تاریخ احمدیت قادیان کو بھجوائیں۔ ان میں سے دو کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہے اور ایک کا تعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔

**پہلی روایت:** حضرت ولی محمد صاحب واعظؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم قادیان پہنچے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سوال فرمایا کہ آپ لوگ اپنے گھروں سے چل کر کتنے دنوں میں قادیان پہنچے ہیں؟ ہم نے جواب دیا کہ حضور! برف گرنے کی وجہ سے راستہ بہت خراب تھا۔ رک، رک کر پیدل سفر کرنا پڑا، اس وجہ سے آٹھ نو دن بعد قادیان پہنچے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے کچھ دیر خاموشی اختیار کی پھر فرمایا: ولی محمد ! ایک زمانہ آئے گا کہ تمہاری اولادیں آٹھ نو گھنٹے میں قادیان پہنچ جایا کریں گی۔ ان شاء اللہ“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مذکورہ پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہوگئی ہے۔ آج کل (یعنی 2023ء) میں احباب جماعت اپنی اپنی ذاتی گاڑیوں میں روانہ ہوتے ہیں اور اگر راستہ میں کوئی غیر معمولی رکاوٹ نہ ہو تو آٹھ نو گھنٹے میں قادیان پہنچ جاتے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔

**دوسری روایت:** حضرت ولی محمد صاحب واعظؓ بتایا کرتے تھے کہ ہمارا قیام قادیان میں سن 1311 و 1312 ہجری (93-1892ء) میں تھا۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاکسار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ: ولی محمد آنحضرت ﷺ نے امام مہدی کی صداقت کیلئے یہ نشانی بتائی ہے کہ چاند اور سورج کو رمضان المبارک میں گرہن لگے گا۔ چنانچہ عنقریب آپ یہ نشانی پوری ہوتی دیکھ لیں گے۔ چنانچہ جب ہم واپس رشی نگر آئے تو ہم نے یہاں اعلان کردیا کہ ”امام مہدی (علیہ السلام) قادیان میں ظاہر ہو چکے ہیں اور انہوں نے اعلان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ان کی صداقت کیلئے رمضان المبارک میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا۔

چنانچہ اگلے سال مؤرخہ 13 رمضان 1311 ہجری بمطابق 21/مارچ 1894ء کو چاند کو گرہن لگا اور اسی رمضان کو مؤرخہ 28 رمضان 1311 ہجری بمطابق 6/اپریل 1894ء کو سورج گرہن ہوا۔

اس نشان آسمانی کو دیکھنے کے بعد رشی نگر کے تمام مسلمانوں نے احمدیت قبول کرلی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات (26/مئی 1908ء) تک بہت سے اہل رشی نگر قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کرتے رہے اور آپؑ کی مجالس سے استفادہ کرتے رہے۔

### حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک کا ایک ایمان افروز واقعہ

**تیسری روایت:** حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ماہ جولائی، اگست 1921ء کو دوسری بار مع اہل و عیال کشمیر تشریف لے آئے۔ الفضل میں تحریر ہے کہ

مؤرخہ 11/اگست 1921ء کو صبح کی نماز کے بعد ...... ساڑھے آٹھ بجے کے قریب ٹانگوں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر حضور مع تمام قافلہ کے آسنور کو روانہ ہوگئے۔ موضع کنہ پورہ (حال ناصر آباد) کے احمدی احباب نے حضور کے کھانے کا اور تقریر کا اہتمام کیا ہوا تھا......آسنور سے قریباً دو میل کے فاصلہ پر موضع ریشی نگر میں احمدی بچوں اور نوجوانوں کی دو رویہ قطار کھڑی تھی۔ ان میں سے ہر ایک فرط محبت سے ہدیہ سلام مسنون حضورؓ کے آگے پیش کر رہا تھا۔“

(الفضل 22/اگست 1921ء جلد 9 نمبر 14 صفحہ 1 و 2)

رشی نگر کے قدیمی بزرگان جو اُس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے بتایا کرتے تھے کہ حضور رضی اللہ عنہ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں مسجد رشی نگر میں ادا کیں۔ بعدازاں حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ آپ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اسکول کی تعلیم بھی دلوائیں، نیز یہاں ایک اسکول بھی قائم کریں اور آپ میں سے کوئی فرد جماعت بیکار نہ رہے کیونکہ بیکاری ہی تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔

جب حضرت مصلح موعودؓ واپس تشریف لے جارہے تھے تو ایک عورت مسماۃ عزیزہ بیگم زوجہ مکرم عبدالرحمٰن گنائی صاحبؓ حضور رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور درخواست کی کہ میری شادی کو طویل عرصہ گزر گیا ہے اور کوئی اولاد نہیں ہے اولاد ہونے کیلئے دعا کریں۔ حضور بہت دیر تک خاموش رہے اور پھر جواب دیا بی بی یہ دعا تیری ذات کیلئے بہتر نہیں۔ بہت ممکن ہے بیٹے کی ولادت سے تیری زندگی خطرے میں پڑ جائے۔ اسکے باوجود اس نے دعا کی پھر درخواست کی۔ حضور رضی اللہ عنہ نے اسے پہلے والا ہی جواب دیا۔ عزیزہ بیگم نے پھر اصرار کیا اس پر حضورؓ نے عزیزہ بیگم کیلئے ہاتھ اٹھا کے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور رضی اللہ عنہ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور کچھ عرصہ کے بعد عزیزہ بیگم نے ایک لڑکے کو جنم دیا اور اسکی ولادت کے ساتھ ہی عزیزہ بیگم کی وفات ہوگئی اور تقدیر مبرم پوری ہوئی۔ جس لڑکے کی پیدائش ہوئی اس کا نام عبدالرشید گنائی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ رشی نگر اور جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کو ان روایات سے استفادہ کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

Our Moto Your Satisfaction
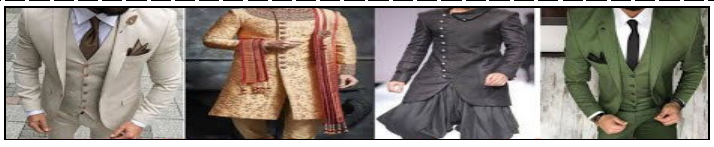
MUBARAK TAILORS
کوٹ پینٹ، شیروانی، شلوار قمیض اور vase coat کی سلائی کیلئے تشریف لائیں
Prop. : Hifazat, Sadaqat (Delhi Bazar, Shop No.33) Qadian
Contact Number : 9653456033, 9915825848, 8439659229

Manufacturer and Retailer of Leather Fashion Accessories and Bags.
Specialized in the Desing and Production of Quality & Sale Online Platform
Like Flipkart, Amazon, Meesho. & Product Key Word is "Grizzly Wallet"
6294738647 mygrizzlyindia@gmail.com, Web:www.mygrizzlyindia.com
mygrizzlyindia mygrizzlyindia mygrizzlyindia
طالب دعا : عطاء الرحمٰن (بھاٹی پوٹا، ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ) مغربی بنگال

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS
طالب دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)

RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions
Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri
West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

**بخدا! ہم آپ کو وہ جواب نہ دیں گے جو جواب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو دیا تھا کہ**
**جاتُو اور تیرا رب دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے بلکہ ہم یوں کہیں گے کہ**
**آپ اور آپ کا رب تشریف لے جایئے اور جنگ کیجیے ہم بھی آپؐ کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے**

## جنگ بدر کے حالات و واقعات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کی آپ ﷺ سے محبت اور اطاعت کا دلنشین بیان

### خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 23/جون 2023 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ قریش کا لشکر تجارتی قافلے کے بچاؤ کیلئے بڑھا چلا آرہا ہے تو آپؐ نے کیا کیا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ قریش کا لشکر تجارتی قافلے کے بچاؤ کیلئے بڑھا چلا آرہا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ طلب کیا اور انہیں قریش کی صورتحال سے آگاہ کیا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور بڑی خوبصورت گفتگو کی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے انہوں نے بھی بڑے خوبصورت انداز میں گفتگو کی۔ پھر حضرت مقداد بن عمروؓ اٹھے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تشریف لے چلیے جدھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ بخدا! ہم آپ کو وہ جواب نہ دیں گے جو جواب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو دیا تھا کہ فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ (المائدة:25) جاتُو اور تیرا رب دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے بلکہ ہم یوں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا رب تشریف لے جایئے اور جنگ کیجیے ہم بھی آپؐ کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے۔

سوال: برک الغماد کہاں پر واقعہ ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک مصنف نے یہ لکھا ہے کہ برک الغماد مکے کے جنوب میں کم و بیش چار سو تیس کلو میٹر کے فاصلے پر عام شاہراہ سے ہٹ کر دور دراز مقام تھا جو سفر کی دوری اور مشکل کیلئے بطور محاورہ بولا جاتا تھا جیسا کہ اردو میں کوہ قاف کہتے ہیں جو دوری کے مفہوم کو واضح کرتا ہے۔

سوال: جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے ہی لشکر قریش کی اطلاع تھی تو آپ ﷺ نے مدینہ میں ہی جنگ کے احتمال کا ذکر کیوں نہ فرمایا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: صحابہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیران ہو کر عرض کیا۔ هَلَّا ذَكَرْتَ لَنَا الْقِتَالَ فَنَسْتَعِدَّ۔ یعنی یا رسول اللہ! اگر آپؐ کو پہلے سے لشکر قریش کی اطلاع تھی تو آپؐ نے ہم سے مدینہ میں ہی جنگ کے احتمال کا ذکر کیوں نہ فرمادیا کہ ہم کچھ تیاری تو کر کے نکلتے۔ مگر باوجود اس خبر اور اس مشورہ کے اور باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس خدائی بشارت کے کہ ان دو گروہوں میں سے کسی ایک پر مسلمانوں کو ضرور فتح حاصل ہوگی ابھی تک مسلمانوں کو معین طور پر یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ ان کا مقابلہ کس گروہ سے ہوگا اور وہ ان دونوں گروہوں میں سے کسی ایک گروہ کے ساتھ مٹھ بھیڑ ہو جانے کا امکان سمجھتے تھے اور وہ طبعاً کمزور گروہ یعنی قافلہ کے مقابلہ کے زیادہ خواہشمند تھے۔

سوال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ نے جب عربی بوڑھے سے قریش اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کیا کہا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: بدر کے میدان کے قریب نزول کرنے کے کچھ دیر بعد آپؐ اور حضرت ابوبکرؓ سوار ہو کر نکلے یہاں تک کہ ایک عربی بوڑھے کے پاس جا کر رُک گئے اور اس سے قریش اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے ساتھیوں کے متعلق یہ بتائے بغیر دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔ بوڑھا کہنے لگا میں تمہیں تب بتاؤں گا جب تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم کس قبیلے سے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ہمیں بتاؤ گے تو ہم بھی تمہیں اپنے متعلق آگاہ کردیں گے، اپنے بارے میں بتادیں گے۔ وہ کہنے لگا کہ کیا ادلے کا بدلہ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ بوڑھے نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے صحابہ فلاں فلاں دن روانہ ہو چکے ہیں۔ اگر مجھے بتانے والے نے سچ کہا تھا تو وہ آج فلاں مقام پر ہوں گے۔ اس نے اس جگہ کا نام لیا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تھے۔ پھر کہنے لگا مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ قریش فلاں دن روانہ ہوئے ہیں۔ اگر مجھے بتانے والے نے سچ کہا ہے تو وہ آج فلاں مقام پر ہوں گے۔ اس نے اس جگہ کا نام لیا جہاں قریش پہنچے تھے۔ دونوں باتیں اس نے صحیح بتائی ہیں۔

سوال: عربی بوڑھے نے جب آپ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کے آپ کون ہیں تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: عربی بوڑھے شخص نے جب آپؐ اور ابوبکرؓ سے پوچھا کے آپ کون ہیں تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم پانی سے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے پلٹ آئے۔

سوال: رسول کریم ﷺ نے جو عربی بوڑھے کو کہا ہم پانی سے ہیں اس کی مصنفین نے کیا تشریحات کی ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مؤرخین نے یہ سوال اٹھایا کہ بظاہر لگتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسبِ وعدہ درست جواب نہیں دیا۔ اس کا جواب مصنفین دیتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو غلط جواب نہیں دیا۔ ہاں آپ نے اس کو جواب اس ذومعنی انداز میں دیا ہے کہ جھوٹ بھی نہیں اور اس خطرناک جنگی صورتحال میں معین جگہ کا پتہ بھی نہیں دیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا تھا کہ ہم پانی سے ہیں تو اس سے مراد وہ قرآنی ارشاد تھا کہ ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے بنایا ہے۔ یہ ایک سیرت نگار نے لکھا ہے۔ یہ ابوبکر جابر الجزائری ہیں۔ ایک کہتے ہیں کہ عرب کا طریق یہ تھا کہ جہاں لوگ رہتے تھے وہاں کا پتہ پانی یعنی چشمہ وغیرہ کا نام لے کر بتایا کرتے تھے کہ ہم فلاں پانی یا فلاں علاقے کے پانی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ علامہ برہان حلبی ہیں انہوں نے یہ لکھا ہے۔ اس میں ایک توجیہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے اسی پانی یعنی چشمے کا ہی بتایا ہو جس کے قریب آپ کا قیام تھا جیسا کہ اس بوڑھے نے بتایا تھا لیکن اشارہ اس رنگ میں فرمایا ہو کہ وہ بوڑھا عراق کی سمت سمجھا ہو اور بدر کا وہ چشمہ اور عراق کی سمت ایک ہی طرف ہو۔ بہرحال اللہ بہتر جانتا ہے۔

سوال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا هٰذَا مَكَّةُ قَدْ اَلْقَتْ اِلَيْكُمْ اَفْلَاذَ كَبِدِهَا کہ مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہارے آگے نکال کر ڈال دیے ہیں اسکے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس پر نوٹ لکھا ہے کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: هٰذَا مَكَّةُ قَدْ اَلْقَتْ اِلَيْكُمْ اَفْلَاذَ كَبِدِهَا۔“ یعنی لو مکہ نے تمہارے سامنے اپنے جگر گوشے نکال کر ڈال دیے ہیں” یہ نہایت دانشمندانہ اور حکیمانہ الفاظ تھے جو آپؐ کی زبان مبارک سے بے ساختہ طور پر نکلے کیونکہ بجائے اس کے کہ قریش کے اتنے نامور رؤساء کا ذکر آنے سے کمزور طبیعت مسلمان بے دل ہوتے ان الفاظ نے ان کی قوت متخیلہ کو اس طرف مائل کردیا“ انہوں نے ان کی سوچ کو اس طرف مائل کر دیا” کہ گویا ان سردارانِ قریش کو تو خدا نے مسلمانوں کا شکار بننے کے لئے بھیجا ہے۔“

سوال: حضرت ابوبکرؓ کی بہادری اور دلیری کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ صحابہؓ میں سب سے زیادہ بہادر اور دلیر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور پھر انہوں نے کہا کہ جنگ بدر میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک علیحدہ چبوترہ بنایا گیا تو اس وقت سوال پیدا ہوا کہ آج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا کام کس کے سپرد کیا جائے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوراً ننگی تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اس انتہائی خطرہ کے موقعہ پر نہایت دلیری کے ساتھ آپؐ کی حفاظت کا فرض سرانجام دیا۔

......☆......☆......

**جنگ بدر کے دن بعض لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرنے سے منع فرمایا**

**جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ**
**اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ لِيْ مَا وَعَدْتَّنِيْ۔ اَللّٰهُمَّ اٰتِ مَا وَعَدْتَّنِيْ اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ**
**یعنی اے اللہ! جو تُو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے اُسے پورا فرما، اے اللہ! جو تُو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ مجھے عطا فرما**
**اَے اللہ اگر تو نے مسلمانوں کا یہ گروہ ہلاک کردیا تو زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائیگی**

### خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 30/جون 2023 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دعا کی تھی؟

جواب: جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ: اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ لِيْ مَا وَعَدْتَّنِيْ۔ اَللّٰهُمَّ اٰتِ مَا وَعَدْتَّنِيْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ یعنی اے اللہ! جو تُو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے اُسے پورا فرما۔ اے اللہ! جو تُو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ مجھے عطا فرما۔ اَے اللہ اگر تو نے مسلمانوں کا یہ گروہ ہلاک کردیا تو زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائیگی۔

سوال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے اموال جمع کرنے کیلئے کس کو عامل مقرر کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے اموال جمع کرنے کیلئے سواد بن غزیہؓ کو عامل مقرر کیا۔

سوال: جنگ بدر میں مسلمانوں کے لشکر کے کھڑے ہونے کی کیا ترتیب تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قدرتِ الٰہی کا عجیب تماشہ ہے کہ اسوقت لشکر کے کھڑے ہونے کی ترتیب ایسی تھی کہ اسلامی لشکر، قریش کو اصلی تعداد سے زیادہ بلکہ دوگنا نظر آتا تھا۔ جس کی وجہ سے کفار مرعوب ہوئے جاتے تھے اور دوسری طرف قریش کا لشکر مسلمانوں کو انکی اصلی تعداد سے کم نظر آتا تھا۔ جسکے نتیجے میں مسلمانوں کے دل بڑھے ہوئے تھے۔

**سوال** حضرت سواد بن غزوہؓ نے کس بہانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کو بوسہ دیا؟

**جواب** حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھا ہے کہ: رمضان سنہ 2ھ کی سترہ تاریخ اور جمعہ کا دن تھا اورعیسوی حساب سے 14 مارچ 624ء تھی۔ صبح اٹھ کر سب سے پہلے نماز ادا کی گئی اور پرستارانِ احدیت کھلے میدان میں خدائے واحد کے حضور سربسجود ہوئے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد پر ایک خطبہ فرمایا اور پھر جب ذرا روشنی ہوئی تو آپؐ نے ایک تیر کے اشارہ سے مسلمانوں کی صفوں کو درست کرنا شروع کیا۔ ایک صحابی سوادؓ نامی صف سے کچھ آگے نکلا کھڑا تھا۔ آپؐ نے اسے تیر کے اشارہ سے پیچھے ہٹنے کو کہا مگر اتفاق سے آپؐ کے تیر کی لکڑی اس کے سینہ پر جا لگی۔ اس نے جرأت کے انداز سے عرض کیا۔ ’’یارسول اللہؐ! آپؐ کو خدا نے حق وانصاف کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے مگر آپؐ نے مجھے ناحق تیر مارا ہے۔ واللہ! مَیں تو اس کا بدلہ لوں گا۔‘‘ صحابہؓ انگشت بدنداں تھے ’’حیران پریشان تھے‘‘ کہ سوادؓ کو کیا ہوگیا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت شفقت سے فرمایا کہ ’’اچھا سواد تم بھی مجھے تیر مارلو۔‘‘ اور آپؐ نے اپنے سینہ سے کپڑا اٹھا دیا۔ سواد نے فرطِ محبت سے آگے بڑھ کر آپؐ کا سینہ چوم لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے پوچھا ’’سواد! یہ تمہیں کیا سوجھی۔‘‘ اس نے رِقّت بھری آواز میں عرض کیا۔ ’’یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دشمن سامنے ہے کچھ خبر نہیں کہ یہاں سے بچ کر جانا ملتا ہے یا نہیں۔ مَیں نے چاہا کہ شہادت سے پہلے آپؐ کے جسم مبارک سے اپنا جسم چھوجاؤں۔‘‘

**سوال** رسول کریم اللہ علیہ وسلم کی وفات کا جب وقت قریب آیا تو آپؐ نے صحابہؓ سے کیا فرمایا؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؐ نے اپنے صحابہؓ کو جمع کیا اور فرمایا: دیکھو! مَیں بھی انسان ہوں جیسے تم انسان ہو ممکن ہے مجھ سے تمہارے حقوق کے متعلق کبھی کوئی غلطی ہو گئی ہو اور میں نے تم میں سے کسی کو نقصان پہنچایا ہو اب بجائے اِس کے کہ میں خدا تعالیٰ کے سامنے ایسے رنگ میں پیش ہوں کہ تم مدعی بنو، مَیں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اگر تم میں سے کسی کو مجھ سے کوئی نقصان پہنچا ہو تو وہ اِسی دنیا میں مجھ سے اپنے نقصان کی تلافی کرالے۔

**سوال** جنگِ بدر میں صحابہؓ کا شعار یا نعرہ کیا تھا؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: اس بارے میں آتا ہے کہ حضرت عُروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ جنگ والے دن مہاجرین کا شعار يَا بَنِي عَبْدِ الرَّحْمٰن تھا اور قبیلہ خزرج کا شعار يَا بَنِي عَبْدِ الله تھا اور قبیلہ اوس کا شعار يَا بَنِي عُبَيْدِ الله تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھڑسواروں کو خَيْلُ الله کا نام دیا۔

**سوال** رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ کے متعلق کیا ہدایات تھیں؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ کے متعلق ہدایات جو تھیں ان کی مزید تفصیل اس طرح بیان ہوئی ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوں کو سیدھا کرلیا تو صحابہؓ سے فرمایا جب تک مَیں تمہیں حکم نہ دوں تم حملہ نہ کرنا اور اگر دشمن تم سے قریب آجائے تو ان کو تیراندازی کر کے پیچھے دھکیلنا کیونکہ فاصلے سے تیراندازی اکثر اوقات بیکار ثابت ہوتی ہے اور تیر ضائع ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح تلواریں بھی اس وقت تک نہ سونتنا جب تک دشمن بالکل قریب نہ آجائے۔ اسی طرح آپ نے ایک خطبہ میں جہاد کی ترغیب دی اور صبر کی تلقین فرمائی۔ نیز فرمایا مصیبت کے وقت صبر کرنے سے اللہ تعالیٰ پریشانیاں دُور فرماتا ہے اور غموں سے نجات عطا فرماتا ہے۔

**سوال** جنگ کے دوران کن لوگوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرنے سے روکا؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر کے دن اپنے اصحابؓ سے فرمایا تھا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ بنو ہاشم اور کچھ دوسرے لوگ قریش کے ساتھ مجبوراً آئے ہیں۔ خوشی سے نہیں آئے۔ وہ ہم سے لڑنا نہیں چاہتے۔ پس تم میں سے جوکوئی بنو ہاشم کے کسی آدمی سے ملے تو وہ اس کو قتل نہ کرے اور جو ابوالبختری سے ملے وہ اس کو قتل نہ کرے اور جو عباس بن عبدالمطلب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں ان سے ملے تو وہ ان کو بھی قتل نہ کرے کیونکہ یہ لوگ مجبوراً قریش کے ساتھ آئے ہیں۔

**سوال** جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کون سی آیت نازل ہوئی؟

**جواب** جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی: اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ (الانفال:10) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے اس نے تمہاری التجا کو قبول کرلیا اس وعدے کے ساتھ کہ مَیں ضرور ایک ہزار قطار در قطار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔

**سوال** توکّل کسے کہتے ہیں؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مقام پر صحابہؓ کی ایک ترتیب قائم کی۔ ان کو اپنی اپنی جگہوں پر کھڑا کیا۔ انہیں نصیحتیں کیں کہ یوں لڑنا ہے اور اس کے بعد ایک عرشہ پر بیٹھ کر دعائیں کرنے لگ گئے۔ یہ نہیں کیا کہ صحابہؓ کو مدینہ میں چھوڑ جاتے اور آپ اکیلے وہاں بیٹھ کر دعائیں کرنے لگ جاتے۔ بلکہ پہلے آپؐ صحابہؓ کو لے کر مقامِ جنگ پر پہنچے پھر ان کو ترتیب دی اور ان کو نصیحتیں فرمائیں۔ اسکے بعد عرشہ پر بیٹھ گئے اور دعائیں کرنی شروع کر دیں۔ یہ توکل ہے جو اختیار کرنا چاہئے۔

**سوال** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جنگ بدر کے بارے کیا ذکر فرمایا؟

**جواب** حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: قرآن شریف میں بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں پر فتح پانے کا وعدہ دیا گیا تھا مگر جب بدر کی لڑائی شروع ہوئی جو اسلام کی پہلی لڑائی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رونا اور دعا کرنا شروع کیا اور دعا کرتے کرتے یہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے اَللّٰهُمَّ اِنْ اَهْلَكْتَ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِي الْاَرْضِ اَبَدًا۔ یعنی اے میرے خدا! اگر آج تُو نے اس جماعت کو (جو صرف تین سو تیرہ آدمی تھے) ہلاک کر دیا تو پھر قیامت تک کوئی تیری بندگی نہیں کرے گا۔ ان الفاظ کو جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سنا تو عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس قدر بے قرار کیوں ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے تو آپ کو پختہ وعدہ دے رکھا ہے کہ مَیں فتح دوں گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ سچ ہے مگر اسکی بے نیازی پر میری نظر ہے یعنی کسی وعدہ کا پورا کرنا خدا تعالیٰ پر حق واجب نہیں ہے۔

......☆......☆......☆......

# نماز جنازہ حاضر وغائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 18 ستمبر 2023ء بروز سوموار 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر اورغائب پڑھائی۔

## نماز جنازہ حاضر

**(1) مکرم قریشی مبارک احمد صاحب (کولیئرز ووڈ، یوکے)**

**ابن مکرم مولوی عبداللطیف صاحب (دیہاتی مبلغ)**

5 ستمبر 2023ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کو صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں تقریباً 52 سال تک کام کی توفیق ملی۔ ربوہ میں اپنے محلہ میں سیکرٹری تعلیم القرآن اور زعیم انصاراللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ اپنے محلہ فیکٹری ایریا حلقہ سلام کی مسجد بیت الاسلام میں امامت کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ دو سال قبل ربوہ سے یو.کے شفٹ ہوئے تھے۔ بہت شفیق، ہمدرد، نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ گہری وابستگی تھی اور اولاد کو بھی اسکی تلقین کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

**(2) مکرمہ امۃ الباسط ظفر صاحبہ**

**اہلیہ مکرم مہر ظفر اللہ خان کملانہ صاحب (لیڈز، یوکے)**

7 ستمبر 2023ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ حضرت ڈاکٹر احمد دین صاحب رضی اللہ عنہ (آف یوگنڈا) کی بیٹی اور حضرت چودھری اللہ بخش صاحب رضی اللہ عنہ (سٹیم پریس قادیان) کی نواسی تھیں۔ مرحومہ شادی کے چند سال بعد ہی بیوہ ہوگئی تھیں اور اکیلے ہی اپنے بچوں کی بہت اچھی پرورش کی۔ پاکستان میں قیام کے دوران مقامی سطح پر صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دیندار، ملنسار، مہمان نواز اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی ایک بزرگ خاتون تھیں۔ انگریزی زبان پر مہارت حاصل تھی اور جماعتی فنکشنز اور تبلیغی پروگراموں میں ہمیشہ مستعدی سے شامل ہوتیں۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ پردہ کی پابند تھیں اور اجلاسات میں بچیوں کو بھی پردہ کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

## نماز جنازہ غائب

**(1) مکرم مبشر احمد ججہ صاحب**

**ابن مکرم چودھری شریف احمد ججہ صاحب (آخن، جرمنی)**

7 اگست 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے دادا مکرم چودھری احمد دین ججہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھ کر بیعت کی سعادت پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ عقیدت اور احترام کا تعلق رکھنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ نے فزیکل ایجوکیشن میں ڈپلومہ حاصل کیا۔ پھر مقامی ہائی سکول میں سپورٹس ٹیچر کے طور پر ملازمت کی۔ 1980ء میں جرمنی منتقل ہوگئے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ مقامی جماعت میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے شامل ہیں۔

**(2) مکرم صفی الرحمٰن صاحب**

**ابن مکرم لطف الرحمٰن صاحب (یوکے)**

یکم ستمبر 2023ء کو 67 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے پڑنواسے اور حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ (آف کپورتھلہ) کے پڑپوتے تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، درویشانہ مزاج رکھنے والے، ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ ضرورتمندوں کی خاموشی سے مدد کرتے تھے۔ خلافت سے والہانہ عشق تھا اور خلیفۂ وقت کے ہر ارشاد پر صدق دل سے عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ کوئٹہ میں سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ 56 کتب پڑھ چکے تھے اور ان کے نوٹس بھی بنائے ہوئے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ پسماندگان میں چار بھائی اور ایک بہن شامل ہیں۔ آپ مکرم ہبۃ الرحمان صاحب (انچارج خدام سیکشن مرکزیہ) اور مکرم محبوب الرحمٰن صاحب (جنرل سیکرٹری IAAAE) کے چھوٹے بھائی تھے۔

**(3) مکرم محمد اکبر قمر صاحب**

**ابن مکرم سوار خان صاحب (ہیز، یوکے)**

26 جولائی 2023ء کو 67 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کا تعلق کوٹلی کشمیر سے تھا۔ ساری عمر ایک فعال احمدی کے طور پر گزاری۔ کوٹلی میں قائد خدام الاحمدیہ رہے۔ اس دوران تین ماہ تک اسیر راہ مولیٰ ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہوا۔ یوکے آنے کے بعد بھی ہر وقت خدمت کیلئے تیار رہتے تھے۔ خلافت کے ساتھ بہت اخلاص اور عقیدت کا تعلق تھا۔ بچوں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور چھ بیٹیاں اور کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

**(4) مکرم ڈاکٹر مبشر احمد سلیم صاحب (برمنگھم، یوکے)**

4 ستمبر 2023ء کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے اور مکرم مولانا محمد احمد جلیل صاحب مرحوم (مفتی سلسلہ) کے بیٹے تھے۔ مرحوم کو پاکستان ایئرفورس میں بطور ڈاکٹر کام کرنے کا موقع ملا۔ یوکے آنے کے بعد نائیجیریا اور سیرالیون میں وقف عارضی کی توفیق پائی۔ برمنگھم جماعت کے فعال رکن تھے۔ مسجد دارالبرکات کی خرید اور تعمیر میں چندہ دینے اور فنڈز اکٹھا کرنے میں حصہ لیا۔ صوم وصلوۃ کے پابند، خلافت سے محبت کرنے والے ایک نیک، مخلص اور فدائی انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

**وصایا** منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

**مسل نمبر**11539: میں عادل سی جی ولد مکرم عبدل سلام سی جی صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن گارڈنز پایا نگاڈی کنّور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 جولائی 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد زاہد　　العبد: عادل سی جی　　گواہ: سی مبشر احمد

**مسل نمبر**11550: میں مرشدہ ایڈاپا گاٹھ زوجہ مکرم اعجاز الحق صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 2 اپریل 1973 پیدائشی احمدی ساکن الف، پوسٹ آفس کڈاک، کنّور 5، صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 اکتوبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 24 گرام سونا کی قیمت 135360۔ حق مہر 22 کیریٹ سونا۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: نسیم احمد　　الامۃ: مرشدہ ایڈاپا گاٹھ　　گواہ: عبدالغفور

**مسل نمبر**11551: میں ماریہ زوجہ مکرم صابر محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 27 مارچ 2000 پیدائشی احمدی ساکن ضلع دھولپور صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18 ستمبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 3 گرام 22 کیریٹ۔ زیور نقرئی: 100 گرام حق مہر: 84000 روپے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کامران احمد　　الامۃ: ماریہ　　گواہ: صابر محمد

**مسل نمبر**11552: میں ساجدہ بیگم زوجہ مکرم امام احمد خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 37 سال پیدائشی احمدی ساکن چاندسورا ضلع آگرہ صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18 ستمبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 10 گرام 22 کیریٹ زیور نقرئی: ایک انگوٹھی 20 گرام۔ حق مہر 35505 روپے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: امام احمد خان　　الامۃ: ساجدہ بیگم　　گواہ: کامران احمد

**مسل نمبر**11553: میں صبیحہ بیگم زوجہ مکرم محمد مجیب اللہ خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 16 جولائی 1964 پیدائشی احمدی ساکن عثمان آباد مہاراشٹر ابقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 ستمبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 5000 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حمید اللہ حسن　　الامۃ: صبیحہ بیگم　　گواہ: شیخ مقبول احمد

**مسل نمبر**11554: میں مصطفیٰ محبوب شیخ ولد مکرم محبوب شیخ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش 5 اپریل 2003 پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد روڈ ہاؤس نمبر 2506 آئی گروپ بیڑی گھر کل شولا پور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 ستمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ سمیع الرحمٰن　　العبد: مصطفیٰ محبوب شیخ　　گواہ: شیخ توفیق

**مسل نمبر**11555: میں بشیر خان ولد مکرم قاسم خان صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 1 جنوری 1983 پیدائشی احمدی ساکن بپار پور پوسٹ آفس مانیہ ضلع دھولپور صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19 ستمبر 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 10400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کامران احمد　　العبد: بشیر خان　　گواہ: ناصر احمد زاہد

**مسل نمبر**11556: میں اصغر علی ولد مکرم اشرف علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 10 جولائی 1978 تاریخ بیعت 1998 ساکن پانچ گاؤں ضلع دھولپور صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18 ستمبر 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 8786 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کامران احمد　　العبد: اصغر علی　　گواہ: ناصر احمد زاہد

**مسل نمبر**11557: میں امۃ السلام کونین بنت مکرم محمد مجیب اللہ خان صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 10 جون 1997 پیدائشی احمدی ساکن عثمان آباد مہاراشٹر ابقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 ستمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حمید اللہ حسن　　الامۃ: امۃ السلام کونین　　گواہ: شیخ مقبول احمد

**مسل نمبر**11558: میں شیخ شکیل احمد عبدالصمد ولد مکرم شیخ عبدالصمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 14 ستمبر 2004 پیدائشی احمدی ساکن رسول پورہ بھوگاوتی پل عثمان آباد مہاراشٹر ابقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 ستمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حمید اللہ حسن　　العبد: شیخ شکیل احمد عبدالصمد　　گواہ: شیخ مقبول احمد

**مسل نمبر**11559: میں عالیہ فردوس بنت مکرم محمد حبیب اللہ خان صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 16 اگست 2005 پیدائشی احمدی ساکن کھرنی ملہ عثمان آباد مہاراشٹر ابقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 ستمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حمید اللہ حسن　　الامۃ: عالیہ فردوس　　گواہ: شیخ مقبول احمد

**مسل نمبر**11560: میں شافعیہ مجیب خان زوجہ مکرم محمد مجیب اللہ خان صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 03 اگست 2003 پیدائشی احمدی ساکن کھری ملہ عثمان آباد مہاراشٹر ابقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 ستمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حمید اللہ　　الامۃ: شافعیہ مجیب خان　　گواہ: شیخ مقبول احمد

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا ☆ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار (المسیح الموعودؑ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
**AVAILABLE HERE**

Prop. NASIR SHAH　Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
**NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM**

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 72 Thursday 30 - November - 2023 Issue. 48

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

**ANNUAL SUBSCRIPTION** : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro ( **WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

**ہمارے مخالفین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کو تسلیم کریں یا نہ کریں لیکن یہ ضرور تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام میں کسی مہدی اور مصلح کی ضرورت ہے جو اسلام کی کشتی کو سنبھالے لیکن جو آنے والا ہے، جو پیشگوئیوں کے مطابق آیا جو وقت کی ضرورت کے مطابق آیا اس کو ماننے کو تیار نہیں**

**فلسطینیوں کیلئے بھی دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ انہیں اُس ظلم سے نجات دے جو ان پر ہو رہا ہے**

## خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24 رنومبر 2023ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریرات اور اپنے ارشادات میں بیشمار جگہ اپنے آنے کی غرض بیان فرمائی ہے اور یہ ثابت فرمایا ہے کہ آپ کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنا عین وقت کی ضرورت تھا اور اللہ تعالیٰ کی سنت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

اے حق کے طالبو سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ وقت وہی وقت نہیں ہے جس میں اسلام کیلئے آسمانی مدد کی ضرورت تھی کیا ابھی تک تم پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ گذشتہ صدی میں جو تیرھویں صدی تھی کیا کیا صدمات اسلام پر پہنچ گئے اور ضلالت کے پھیلنے سے کیا کیا ناقابل برداشت زخم ہمیں اٹھانے پڑے۔ کیا ابھی تک تم نے معلوم نہیں کیا کہ کن کن آفات نے اسلام کو گھیرا ہوا ہے۔ کیا اس وقت تم کو یہ خبر نہیں ملی کہ کس قدر لوگ اسلام سے نکل گئے کس قدر عیسائیوں میں جا ملے کس قدر دہریہ اور طبعیہ ہو گئے اور کس قدر شرک اور بدعت نے توحید اور سنت کی جگہ لے لی اور کس قدر اسلام کے ردّ کیلئے کتابیں لکھی گئیں اور دنیا میں شائع کی گئیں سو تم اب سوچ کر کہو کہ کیا اب ضرور نہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس صدی پر کوئی ایسا شخص بھیجا جاتا جو بیرونی حملوں کا مقابلہ کرتا اگر ضرور تھا تو تم دانستہ الٰہی نعمت کو ردمت کرو اور اس شخص سے منحرف مت ہو جاؤ جس کا آنا اس صدی پر اس صدی کے مناسب حال ضروری تھا اور جس کی ابتدا سے نبی کریم نے خبر دی تھی۔

حضور انور نے فرمایا: ہمارے مخالفین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کو تسلیم کریں یا نہ کریں لیکن یہ ضرور تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام میں کسی مہدی اور مصلح کی ضرورت ہے جو اسلام کی کشتی کو سنبھالے لیکن جو آنے والا ہے، جو پیشگوئیوں کے مطابق آیا جو وقت کی ضرورت کے مطابق آیا اس کو ماننے کو تیار نہیں۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ اپنی سچائی کی تائید میں بیشمار نشانات بھی دکھائے۔ ایک نشان کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں: ایک عظیم الشان نشان یہ ہے کہ آج سے تیئس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے کہ لوگ کوشش کریں گے کہ اس سلسلہ کو مٹا دیں اور ہر ایک مکر کام میں لائیں گے مگر میں اس سلسلہ کو بڑھاؤں گا اور کامل کروں گا اور وہ ایک فوج ہو جائے گی۔ اور قیامت تک ان کا غلبہ رہے گا اور میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک شہرت دوں گا اور جوق در جوق لوگ دور سے آئیں گے اور ہر ایک طرف سے مالی مدد آئے گی۔ مکانوں کو وسیع کرو کہ یہ تیاری آسمان پر ہو رہی ہے۔ اب دیکھو کس زمانہ کی یہ پیشگوئی ہے جو آج پوری ہوئی۔ یہ خدا کے نشان ہیں جو آنکھوں والے ان کو دیکھ رہے ہیں مگر جو اندھے ہیں ان کے نزدیک ابھی تک کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔

حضور انور نے فرمایا: آج بھی جماعت احمدیہ کی ترقی اور ہر سال لوگوں کا لاکھوں کی تعداد میں جماعت میں شامل ہونا قربانیوں میں بڑھنا آپ کی سچائی کا ثبوت ہے۔ آج دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں آپ کا پیغام نہ پہنچا ہو جہاں آپ کے پیغام کی وجہ سے سعید روحوں کو اسلام کی طرف توجہ پیدا نہ ہوئی ہو اور انہوں نے اسلام قبول نہ کیا ہو بلکہ بعض جگہ ایسے واقعات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود لوگوں کی رہنمائی فرمائی ہے اور وہ جماعت میں شامل ہوئے۔ مخالفین کی مخالفت کے باوجود افراد جماعت کے ایمان کو اللہ تعالیٰ نے مضبوط فرمایا اور فرماتا چلا جا رہا ہے۔ پس آج بھی جو ہم اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے نظارے دیکھ رہے ہیں یہ ایک احمدی کیلئے مضبوطی ایمان کا ذریعہ ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: بعض لوگوں کے واقعات میں اس وقت پیش کرنا چاہتا ہوں۔

بابائیو اسلام بیک صاحب روسی ہیں قرغزستان کے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میرا تعلق قرغزستان میں کاشغر قشلاق سے ہے اور کہتے ہیں میرے خط لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کرتے ہوئے حقیقی اسلام یعنی جماعت میں شامل ہو رہا ہوں۔ احمدیت میں شامل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے اسلام کی خوبیوں کو بہت عمدہ طریق پر بیان کیا ہے۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ صرف امام مہدی ہی اس طرح اسلام کی خوبیوں کو بیان کر سکتے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے متقی بنا دے اور دس شرائط بیعت پر عمل کرنے والا بنا دے۔

حضور انور نے فرمایا: پھر ایک اور مثال ہے ایمان کی مضبوطی کی، اللہ تعالیٰ کی تائید کی۔ ارجنٹائن کی ایک خاتون ہیں مریلا صاحبہ انہوں نے اسلام قبول کیا تھا لیکن وہ مسلمانوں کے عملی رویے کی وجہ سے اسلام سے دور جا رہی تھیں۔ موصوفہ کا جماعت احمدیہ سے تعارف ہوا اور بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئیں۔ کہنے لگیں کہ مجھے بیعت کر کے اطمینان ہوا ہے کیونکہ میں نے جماعت کی تعلیمات اور عمل میں مطابقت پائی ہے اور حقیقی اخوت کی فضا محسوس کی ہے۔ اس میں ہر ایک کو خواہ نیا آنے والا ہو خدمت کا موقع دیا جاتا ہے اور کسی قسم کی تفریق نہیں ہے فرق نہیں ہے۔ موصوفہ کی بیٹی جو کہ غیر مسلم ہے سنی اسلامی سنٹر میں پڑھ رہی تھی۔ جو اُن کا ہائی اسکول تھا جس پر عربوں نے پیسہ خرچ کیا ہے جب اسکول کی ایڈمنسٹریشن کو اس کی والدہ کے جماعت میں شامل ہونے کا پتہ چلا تو اس پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا اور جماعت کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے رہے۔ جب اسکول والوں کو علم ہوا کہ ان کی بیٹی نے اپنے اسکول کے پراجیکٹ کے تحت اپنی ذاتی خواہش سے جماعت کے مشن ہاؤس کیلئے خاص ڈیکوریشن کے pieces بھی تیار کئے ہیں تو اس پر اسکول کی انتظامیہ سخت ناراض ہوئی اور اس بچی کو کہا کہ جماعت احمدیہ کی حمایت میں تمہارے لئے اسکول میں مشکلات ہوں گی۔ تم اور تمہاری والدہ جماعت سے علیحدہ ہو جاؤ۔ جب اس کی والدہ کو علم ہوا تو اس نے فوراً بغیر کسی تردد کے خود ہی اپنی بیٹی کو اس اسلامی اسکول سے تبادلہ کروا لیا اور کہنے لگیں کہ اب مجھے بھی اور میری بیٹی کو بھی تسکین ہے کہ ہمیں کوئی بھی ہمارے مذہب کی بناء پر تنگ نہیں کرے گا۔ میں نے جماعت کو حق خیال کرتے ہوئے قبول کیا ہے تو پھر میں غیروں کے سامنے بھی خوشی اور فخر سے اس کا اظہار کروں گی خواہ انہیں برا ہی لگے۔ حضور انور نے فرمایا: یہ ایمان ہے جو ان لوگوں میں پیدا ہو رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: بخارا کے ایک مخلص احمدی ہیں سنت سلطانو و صاحب۔ بخارا ازبکستان سے انکا تعلق ہے اور رشیا میں ملازمت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں اکیلا ہی احمدی ہوں اور اپنی اہلیہ اور بچے کو اسلام احمدیت کی تعلیمات سے متعارف کراتا رہتا ہوں۔ شوق ہے کہ میرے بیوی بچے بھی احمدی ہو جائیں۔ بہت دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی اسلام احمدیت کے نور سے منور کرے۔ کہتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میری خواب میں آئے اور میرے دل پر سر رکھ کر مسلسل سورۃ اخلاص کی تلاوت فرما رہے ہیں جس سے مجھے بہت ہی دلی سکون ملا۔ اسی طرح میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں اپنی اہلیہ اور بیٹے کے ساتھ موجود ہوں اور وہاں میں نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کو بھی دیکھا مجھے اس خواب سے یہ اطمینان ملا کہ جنت سے مراد اسلام احمدیت ہے جس کی تعلیم جنت نما ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میری اہلیہ اور بیٹے کو بھی اس جنت میں لے کر آئے گا۔ ابھی اس خواب کو چند دن ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے انیس سالہ بیٹے کا دل اسلام احمدیت کیلئے کھول دیا اور اس نے بیعت کر لی ہے۔ میرے لئے بہت خوشی کا دن تھا۔ الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح میری اہلیہ کے دل کو بھی کھولے اور اسلام احمدیت کی آغوش میں لے آئے۔ حضور انور نے فرمایا: یہ جوش اور جذبہ ہے ان لوگوں کا۔

حضور انور نے بورکینا فاسو کے شہدا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: برکینا فاسو کے شہیدوں نے اپنی جان دے کر وہاں کے احمدیوں کا ایمان کمزور نہیں کیا بلکہ ہر روز ان کے ایمان میں مضبوطی آ رہی ہے۔ ان غریب لوگوں نے اپنا تھوڑا بہت سامان جو بھی تھا گھر میں، گھر بار اور جو روزی کا سامان تھا جس پر ان کا انحصار تھا سب کچھ چھوڑ دیا لیکن اپنا ایمان نہیں چھوڑا۔ ان لوگوں کو احمدیت قبول کئے ابھی چند سال گزرے ہیں لیکن ایمان میں ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی اور ہستی نہیں جو اس طرح ان کے ایمانوں کو مضبوط کر رہی ہے۔

ایک طرف تو احمدیت کی مخالفت کے باوجود ایمان کی مضبوطی کے ہم نظارے دیکھتے ہیں اور دوسری طرف یہ بھی کثرت سے نظر آتا ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے کیلئے کھول رہا ہے۔

حضور انور نے دُنیا بھر سے قبول احمدیت کے بہت سارے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ حضور انور نے مارشل آئی لینڈز کے ایک عیسائی لیکچرار کی قبول احمدیت کا ایمان افروز واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا: کس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے دل اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف پھیر رہا ہے۔ کہاں تو عیسائیت دنیا میں اپنے جھنڈے گاڑنے کی باتیں کرتی تھی اور کہاں اب عیسائی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے آ رہے ہیں۔ یہ سب دیکھ کر بھی ان نام نہاد مذہب کے ٹھیکیداروں کی آنکھیں نہیں کھلتیں تو پھر ان کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جو اللہ تعالیٰ اسلام کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کیلئے جماعت احمدیہ کے ذریعہ کام کروا رہا ہے اس نے تو انشاء اللہ تعالیٰ پھیلنا اور پھلنا اور پھولنا ہے کوئی نہیں جو اس خدائی کام کو روک سکے لیکن ہر احمدی کو اس بات کو بھی سمجھنا چاہئے کہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو مان لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ہمیں اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی جو اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی تعلیم کا حقیقی نمونہ ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنے کی عملی تصویر ہوں۔ اور جب یہ ہوگا تو تب ہی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بھی بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا: فلسطینیوں کیلئے بھی دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس ظلم سے نجات دے جو ان پر ہو رہا ہے۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے عبدالاسلام عارف صاحب مربی سلسلہ، مکرم محمد قاسم خان صاحب کینیڈا سابق نائب ناظر بیت المال خرچ ربوہ، مشہور شاعر مکرم عبد الکریم قدسی صاحب، مکرم میاں رفیق احمد گوندل صاحب اور مکرمہ نسیمہ لئیق صاحبہ آف امریکہ اہلیہ مکرم سید لئیق احمد صاحب شہید ماڈل ٹاؤن لاہور کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد تمام مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad